مجھے تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے اگر تم مجھے یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا ہے (یوسف)

خوشبوئے یوسف (علیہ السلام)

پروفیسر مفتی عبدالخالق صاحب
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

فہرست مضامین

داستان یوسف

تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے لوگ مختلف طرح کے تاریخی واقعات کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں، ان واقعات میں انسانوں کے لئے بہت سے سبق آموز واقعات موجود ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں بہت سے احکامات بیان کئے ہیں وہاں انسان کی عبرت اور نصیحت کے لئے بہت سے سبق آموز واقعات کو بیان کیا ہے، ان میں سے ایک واقعہ جسے قرآن کریم نے خوبصورت قصہ قرار دیا ہے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ ہے جس میں انسانوں کے لئے بڑی نصیحت کا سامان ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب اور بھائیوں کا سلوک

حضرت یوسف علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے، حضرت اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور جناب حضرت یعقوب علیہ السلام کے لخت جگر تھے، آپ نے بچپن میں ایک خواب دیکھا کہ آپ کو گیارہ ستارے، سورج اور چاند سجدہ کررہے ہیں، آپ نے اپنے والد گرامی سے خواب بیان کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو نصیحت کی کہ آپ اس خواب کو اپنے بھائیوں سے مت بیان کریں، اللہ تعالیٰ آپ پر اور آل یعقوب پر اپنی نعمت کو پورا کرے گا، دوسری طرف حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائی حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت اور توجہ حاصل کرنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کو والد کی آنکھوں سے دور کرنے کے لئے تدبیریں کررہے تھے، انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے ایک پلان کے تحت اس بات کا اظہار کیا کہ آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں ہم پر بھروسہ کیوں نہیں کرتے، آپ ان کو ہمارے ساتھ روانہ کریں تاکہ کھائیں پئیں اور کھیلیں، حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو تم غافل ہو جاؤ اور اس کو بھیڑیا کھا جائے، انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو مطمئن کیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے گئے اور ایک گہرے کنویں میں اتار دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آکر کہا کہ آپ کا خدشہ صحیح ثابت ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس پر صبر کیا اور خاموش ہو گئے اور اس معاملہ کو اللہ پر چھوڑ دیا۔

مصر جانے والا قافلہ

حضرت یوسف علیہ السلام جس کنویں میں موجود تھے اس کے پاس ایک مصر جانے والا قافلہ گزرااور انہوں نے پانی کے لئے اس کنویں میں ڈول ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام ڈول کے ذریعے باہر آ گئے انہوں حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لیااور ان کو چند درہموں کے عیوض مصر کے ایک بڑے گھرانے یعنی عزیز مصر کے ہاتھوں فروخت کر دیا، حضرت یوسف علیہ السلام عزیز مصر کے گھر پرورش پاتے رہے اور اپنی زندگی کے ماہ وسال طے کرتے رہے۔

عزیز مصر کا محل اور آزمائش

جب آپ جوان ہوئے تو عزیز مصر کی بیوی آپ کے حسن پر فریفتہ ہوگئی اور محل کے دروازے بند کر کے اس نے برائی کی دعوت دی جس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے ٹھکرادیا، عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام کا پیچھا کرنے کی کوشش کی اسی دوران عزیز مصر اپنے محل میں داخل ہورہا تھا جب انہوں نے سارا منظر دیکھا تو ان کو بڑی تشویش ہوئی لیکن اس موقع پر عزیز کی بیوی نے الٹا حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگادیا، حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی ثابت کرنے کے لئے محل کے ہی ایک بچے کو قوت گویائی عطا کر دی جس نے کہا کہ دیکھا جائے اگر حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو عزیز کی بیوی کا الزام سچا ہے اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو الزام جھوٹا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام سچے ہیں، جب دیکھا گیا تو قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام پاکدامن ہیں، اس بات کی اطلاع کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کی محبت میں مبتلا ہوگئی ہے مصر میں پھیلی تو اشرافیہ طبقہ سے تعلق رکھنے والی عورتوں نے عزیز کی بیوی کے کردار پر تشویش کا اظہار کیا کہ وہ کس طرح اپنے ہی غلام پر فریفتہ ہوگئی جب عزیز کی بیوی نے ان باتوں کو سنا تو اس نے عورتوں کو اپنے گھر دعوت دی، ان کے لئے تکیہ رکھے اور ان کے ہاتھوں میں پھل اور چھریاں تھمادیں، حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ان عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔

محل سے جیل تک کا سفر

حضرت یوسف علیہ السلام اس سارے منظر کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے مجھے ان عورتوں کے مکر سے نجات دے کر جیل پہنچادے، اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور حضرت یوسف علیہ السلام جب جیل خانہ میں داخل ہوئے تو آپ کی دو قیدیوں سے ملاقات ہوئی ان قیدیوں نے اپنے خواب حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے رکھے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو خواب کی تعبیر بتلادی کہ تم سے ایک شخص کو سولی پر لٹکایا جائے گا اور ایک آزاد ہو کر واپس بادشاہ کو جاکر شراب پلائے گا اور جس نے آزاد ہو کر واپس بادشاہ کی خدمت کرنی تھی ان کو یہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام فرمادیا تھا کہ وہاں جاکر بادشاہ سے میرا ذکر کرنا کہ ایک شخص بیگناہ جیل خانہ میں قید ہے، جب قیدی آزاد ہو کر واپس بادشاہ کے پاس پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام کو یاد کرنا بھول گئے، کئی سال گذر جانے کے بعد بادشاہ مصر نے خواب دیکھا کہ سات کمزور گائیں سات تازی موٹیں گایوں کو کھارہی ہیں جبکہ سات سر سبز بالیاں اور باقی خشک بالیاں ہیں، جب بادشاہ کو اس خواب کی تعبیر کی ضرورت پڑی اور دربار میں کسی کے پاس اس کی خواب کی تعبیر نہیں تھی اس وقت اس قیدی کو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آئے اور تعبیر پوچھنے کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر بیان کی کہ سات سال خوشحالی کے آئیں گے اس کے بعد سات سال سخت قحط سالی ہو گی، قحط سالی کے لئے تدبیر اس طرح کرنی ہو گی کہ خوشحالی کے سات سالوں میں غلہ ضرورت کے مطابق استعمال کیا جائے باقی غلہ ذخیرہ کرلیا جائے تاکہ قحط سالی میں کام آسکے۔

جیل سے والی خزانہ کا سفر

جب بادشاہ نے خواب کی تعبیر سنی تو حضرت یوسف علیہ السلام کے علم وحکمت کو دیکھ کر حیران ہوگئے، حضرت یوسف علیہ السلام کی عظمت میں اوراضافہ ہو گیا اس نے کہا کہ میں اس کو اپنے خاص لوگوں میں شامل کروں گا اور خشک سالی سے بچنے کے لئے تمام اختیارات حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیئے اور حضرت یوسف علیہ

السلام نے بھی ضرورت سمجھ کر فرمایا کہ ملک کے خزانے میرے سپرد کیجئے، میں حفاظت کرنے والا ہوں اور علم بھی رکھتا ہوں، جب مصر کے انتظامی امور آپ کے ہاتھ میں آ گئے

بھائیوں کا امداد کے لئے مصر کا سفر

خوشحالی کے بعد قحط کا زمانہ شروع ہوا تو کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹے بھی قحط کی زد میں آئے، جب ان کو پتا چلا کہ مصر میں غلہ مل سکتا ہے تو وہ بھی غلہ لینے کے لئے مصر پہنچے، جب حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان بھائیوں کو پہنچان لیا تھا اور انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں پہنچانا لیکن اس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان پر ظاہر نہیں کیا وہ ان کے بھائی ہیں البتہ اس بار ان کے حقیقی بھائی بنیامین نہیں تھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے صرف یہ کہہ دیا کہ اگلی بار غلہ لینے آؤ تو اس بھائی کو بھی لیتے آنا جو اس دفعہ نہیں آسکے ورنہ غلہ نہیں ملے گا، جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جانے لگے تو ان کی پونجی کو جس کے عیوض سستے داموں غلہ دیا جاتا تھا واپس ان کے سامان میں ڈال دیا تاکہ اس لالچ میں واپس آسکیں۔

دوسرا سفر مصر

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان سے خواہش کی کہ اس بار ہمارے ساتھ چھوٹے بھائی بنیامین بھی چلے گا ورنہ ہمیں غلہ نہیں ملے گا حضرت یعقوب علیہ السلام آمادہ نہیں ہوئے لیکن جب اصرار کیا گیا تو وعدہ لیا کہ اس شرط کے ساتھ لے جانے کی اجازت ہے کہ واپس صحیح سلامت لے کر آئیں گے اور ہدایات بھی کیں کہ جب شہر میں داخل ہو تو ایک ساتھ داخل ہونے کے بجائے جدا جدا داخل ہونا تاکہ نظر نہ لگ جائے، پھر نہ چاہتے ہوئے بھی ساتھ بھیج دیا، جب بنیامین کو لے کر دوبارہ پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو تنہائی میں بلا کر حقیقت حال سے آگاہ کیا، باپ سے جدائی سے لے کر اب تک کا پورا قصہ سنایا لیکن دوسرے بھائیوں کو ابھی تک نہیں بتایا کہ وہ ان کے بھائی یوسف ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائی کو روکنے کے ایک حیلہ یہ کیا کہ ایک تو غلہ زیادہ دیا اور اس کے ساتھ غلہ ناپنے کا جو شاہی پیمانہ تھا بنیامین

کے سامان میں رکھوادیا جیسے ہی قافلہ روانہ ہوا جان بوجھ کر شاہی پیمانہ تلاش کرنا شروع کیا اور اعلان کیا، جب قافلہ والوں نے اعلان سنا تو کہا ہمارے پاس پیمانہ نہیں ہے لیکن جنہوں نے رکھ دیا تھا ان کو تو معلوم تھا پیمانہ بنیامین کے سامان میں موجود ہے، جب تلاشی شروع کی تو بنیامین کے سامان میں رکھا ہوا تھا اور مصری قانون کے مطابق چور کی سزا تھی کہ اسی شخص کو روک لیا جاتا تھا، جب بھائیوں نے دیکھا کہ بنیامین کو روک لیا جائے گا یہ دیکھ کر بھائی پریشان ہوگئے کہ باپ سے کیا ہوا وعدہ یاد آیا کہ باپ سے وعدہ کیا تھا کہ واپس صحیح سلامت لے کر آئیں اب باپ کو کیا جواب دیں گے بہت منت سماجت کی اس بنیامین کے بدلہ ہم میں سے کسی کو روک لیا جائے بنیامین کو نہ روکا جائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے یہ بھی کہا کہ اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی تھی ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں، ان کی بینائی بھی ختم ہو چکی ہے اس قدر منت سماجت کے باوجود بنیامین کو ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں ملی، حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی واپسی وطن روانہ ہوگئے لیکن ان کے ساتھ بنیامین نہیں تھے اس لئے پریشان تھے اتنی منت سماجت کر کے لائے اب حضرت یعقوب علیہ السلام کو کیا جواب دیں گے، جب غمزدہ حالت میں مصر سے واپس پہونچے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو تفصیل بتائی تو بہت زیادہ غم کا اظہار فرمایا اور ساتھ صبر کرنے کا بھی فرمایا اور بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کی حالت دیکھ کر طعنہ دیتے تھے کہ آپ تو یوسف کو یاد کرتے رہتے ہیں آپ کی حالت خراب ہوگئی ہے اتنا کیوں یوسف کو یاد کرتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں اپنے اللہ سے اس غم کی شکایت اور فریاد کر رہا ہوں، تم جاؤ یوسف اور بنیامین کو تلاش کرو اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہونا۔

تیسرا سفر مصر

جب تیسری مرتبہ غلہ لینے کے لئے جانے لگے تو اس مرتبہ ان کے پاس سستے داموں غلہ لینے کے لئے ان کے پاس پونجی بھی نہیں تھی، اس لئے مصر پہنچ کر عزیز مصر کے سامنے بڑے دکھ کے ساتھ کہا کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے ہمیں صدقہ دے دیں یعنی بغیر پونجی کے غلہ دے دیں جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے یہ الفاظ سنے تو سمجھ گئے اب آزمائش انتہا کو پہنچ چکی، صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا، بھائیوں کا ایک ایک لمحہ مشکل ہوتا جا رہا ہے پھر جا کر ظاہر کیا کہ میں ہی یوسف اور یہ میرا بھائی بنیامین

ہے، اللہ نے کرم کر دیا مجھے کنویں کی گہرائی سے یہاں پہنچا دیا، اور بھائی یہ دیکھ کر پسینہ ہو گئے اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا، حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ان کو اسی لمحہ معاف کر دیا۔

یوسف مصر میں ان کی خوشبو کنعان میں

حضرت یوسف علیہ السلام نے قمیص اتار کر بھائیوں کو دی اور فرمایا کہ اس قمیص کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لے کر جاؤاور ان کے چہرے پر ڈال دو، ان کی بینائی لوٹ آئے گی، ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے گھر کنعان میں موجود تھے اور جو بیٹے گھر میں تھے ان سے کہا کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے یہ سن کر بیٹوں نے کہا کس طرح کی باتیں کر رہے ہو اب یوسف کی خوشبو کہاں سے آئے گی، اسی دوران مصر سے آنے والے بھائیوں نے قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈال دی تو ان کی بینائی واپس آگئی، بیٹے بڑے شرمندہ ہوئے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی سالوں کی غلطیوں کو ایک لمحہ میں معاف کر دیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی دعوت پر پورا اہل خانہ مصر روانہ ہوا جہاں پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا، آپ کے والدین اور سب بھائی ان کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے اس طرح حضرت یوسف علی السلام کے دیکھے گئے خواب کی تعبیر مکمل ہو گئی۔

سورہ یوسف کا تعارف

سورۃ یوسف مکی سورتوں میں سے ہے اس میں کل بارہ رکوع ہیں، چونکہ اس سورت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کیا گیا ہے، اس لئے اس کو سورہ یوسف کا نام دیا گیا ہے، قرآن کریم میں دوسرے پیغمبروں کے واقعات میں تکرار پایا جاتا ہے، جس میں کئی حکمتیں ہیں لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کا واحد واقعہ ہے جو اول سے آخر تک پورے کا پورا سورہ یوسف میں ذکر کیا گیا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو قرآن کریم نے "احسن القصص یعنی خوبصورت واقعہ قرار دیا ہے اس لئے کہ اس میں جس قدر نصیحتیں اور عبرتیں پائی جاتی ہیں، شاید ہی کسی قصے میں پائی جاتی ہوں، اگر جامعیت کے اعتبار سے دیکھیں تو اس میں دین بھی ہے اور دنیا بھی، توحید بھی ہے اور فقہ

بھی، سیرت بھی اور سوانح بھی خوابوں کی تعبیر بھی ہے اور سیاست وحکومت کے رموز بھی، انسانی نفسیات بھی ہیں اور معاشی خوشحالی کی تدبیریں بھی، حسن وعشق کی حشر سامانی بھی ہے اور زہد وتقوٰی کی دستگیری بھی، اس میں انبیاء اور صالحین کا تذکرہ بھی ہے اور ملائکہ اور شیاطین کا بھی، بادشاہوں، تاجروں، عالموں اور جاہلوں کے حالات بھی ہیں تو راہ راست سے ہٹ جانے والی عورتوں کی حیلہ بازی، مکاری اور حیاباختگی بھی، پھر اس قصہ میں گمنامی بھی ہے اور شہرت بھی، عزت بھی ہے اور ذلت بھی، غربت بھی اور مالداری بھی، اس میں ثابت قدمی کا ذکر بھی ہے اور شہوت پرستی کا ذکر بھی ہے مختصر یہ کہ دین اور دنیا کی ان تمام چیزوں کا ذکر ہے جو ایک انسان کو انسانیت کے ناطے پیش آسکتی ہی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا مختصر تعارف

حضرت یوسف علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے ہیں، سلسلہ کچھ اس طرح ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے حقیقی بھائی صرف بنیامین تھے جو ان سے عمر میں چھوٹے تھے باقی سب باپ شریک بھائی تھے، آپ کا تذکرہ سورہ یوسف میں چوبیس مرتبہ آیا ہے جبکہ ایک مرتبہ سورہ انعام میں اور ایک مرتبہ سورہ غافر میں آیا ہے۔

سورۃ یوسف کا شان نزول

اس سورت کا شان نزول یہ ہے کہ جب یہودیوں کو پتہ چلا کہ آخری نبی حضرت محمد ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں تو ان کو اس بات پر بہت دکھ ہوا اس لئے کہ وہ خود حضرت اسحاق علیہ السلام کے واسطے سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، حضور اکرم ﷺ کی مخالفت تو وہ کرتے رہتے تھے، ایک طریقہ

انہوں نے یہ بھی اپنایا تھا کہ خود سوال کرنے کے بجائے مشرکین سے کہتے تھے کہ تم اس قسم سوالات کرو، ان کا اس سے مقصد یہ تھا اگر جواب نہیں دیا یا غلط دیں گے تو ہمیں ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے میں آسانی ہو جائے گی خاص طور سے تین سوال کئے تھے جن کا جواب قرآن کریم میں دیا گیا ہے

☆ایک سوال تھا سکندر ذوالقرنین کون تھے؟

☆دوسرا سوال یہ تھا کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟

☆تیسرا سوال یہ تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان کریں جس کی وجہ سے عرب لوگ فلسطین سے چل کر مصر میں آباد ہوئے تھے؟

ان کیا مقصد تھا کہ ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان تینوں سوالوں کا جواب تفصیل سے بیان کرکے ان کی بولتی بند کردی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ تو بڑی تفصیل سے بیان کر دیا اور مکمل سورۃ یوسف نازل فرمائی۔

خوابوں کی حقیقت

خواب مختلف قسم کے ہوتے ہیں، جس میں شیطانی وساوس کا بھی عمل دخل ہوتا ہے، پریشانی، دماغی سیر، جاگتے وقت انسان کی تمناؤں کے وجہ سے بھی ہوسکتے ہیں، کچھ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ اور کچھ بشارت بھی ہوتے ہیں، یہاں تک کہ انسان کی مصروفیات، موسموں اور غذاؤں کا بھی اثر بھی ہوتا ہے اس لئے خوابوں کو نہ تو مکمل طور پر بیکار سمجھنا چاہیئے اور نہ ہی اس کو کوئی یقینی چیز سمجھنا چاہیئے، خاص طور پر شرعی مسائل میں خوابوں کی خاص اہمیت نہیں، خواب دیکھنے والا کتنا ہی نیک اور عبادت کرنے والا کیوں نہ ہو، نہ تو اس کے خواب سے کوئی چیز فرض یا واجب یا سنت اور مستحب ہوسکتی ہے اور نہ ہی کوئی حلال حرام ہوسکتا ہے، نیک انسان کے لئے بسا اوقات بشارت بھی ہوسکتے ہیں

انبیاء کرام کے خواب

عام انسانوں کے خواب سچے بھی ہوتے ہیں اور جھوٹے بھی، نفسانی خیالات اور وساوس شیطانی اور روحانی مشاہدہ کی وجہ سے بھی ہوسکتے ہیں لیکن انبیاء کرام کے خواب ہر صورت سچے ہی ہوتے ہیں، ایسا ہوسکتا ہے کہ تعبیر جلد سامنے نہ آئے مگر جھوٹے نہیں ہوسکتے ویسے بھی اچھے خوابوں کی تعبیر دیر سے سامنے آتی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: نبوت میں سے صرف مبشرات (خوشخبریاں) باقی رہ گئی ہیں یعنی وہ نیک اور سچے خواب جو ایک مسلمان دیکھتا ہے (ابن ماجہ)

اس قصہ کو احسن القصص کیوں فرمایا گیا؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو قرآن کریم میں احسن القصص یعنی سب سے خوبصورت قصہ فرمایا حالانکہ قرآن میں اس کے علاوہ بھی قصے بیان کیے گئے ہیں اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ واقعہ ایسا ہے کہ اس کو مکمل ترتیب کے ساتھ ایک ہی جگہ بڑی خوبصورتی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یہ اس قصہ کی سب سے بڑی خصوصیت ہے ،یہ قصہ تمام تر دینی اور دنیاوی امور، ان کی حکمتوں اور مصلحتوں پر مشتمل ہے پھر چاہے حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں کے ساتھ حسن سلوک ہو یا ان کی اذیتوں کے باوجود صبر اور حلم کا ذکر ہو، توحید اور نبوت کا ذکر ہو چاہے سیاست اور معاشرت کا ذکر ہو، خوابوں کی تعبیر کا ذکر ہو چاہے معاشی تدابیر کا ذکر ہو، انبیاء کرام اور نیک لوگوں کا ذکر ہو چاہے فرشتوں اور شیاطین ذکر ہو، اہل علم اور جاہلوں کا تذکرہ ہو چاہے بادشاہوں اور تاجروں کا ذکر ہو، جانوروں اور پرندوں کا ذکر ہو چاہے مردوں، عورتوں اور ان کے حیلوں اور مکر و فریب کا ذکر ہو مطلب کہ ہر رخ سے گفتگو کی گئی ہے اس لیے اس کو احسن القصص فرمایا گیا۔

علم تاریخ کی اہمیت

اس سورۃ کی آیت نمبر تین سے معلوم ہو رہا ہے کہ علم تاریخ بڑی اہمیت کا حامل علم ہے، ہر انسان کو چاہیے کہ اس کو سیکھنے کی کوشش کرے، خصوصا دینی تاریخ کے مطالعہ کا اہتمام ہونا چاہیے جیسا کہ قرآن پاک کی مختلف آیات سے ظاہر ہو رہا ہے۔

والدین سے گفتگو کیسے کی جاتی ہے

حضرت یوسف علیہ السلام نے جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے گفتگو کی تو اس میں ایک فرمانبردار بیٹے کا اپنے مشفق باپ کے لیے ادب کا اظہار ہے، انسان کی گفتگو ہی فرمانبرداری اور اطاعت کا مظہر ہوتی ہے اس میں نوجوانوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے کہ اپنے والدین سے کس طرح مخاطب ہونا چاہیے۔

ایک باپ اولاد سے کس لہجہ میں بات کرے

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کے لئے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے میرے بیٹے، اسی طرح حضرت لقمان علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی انداز میں اپنی اولاد کو مخاطب فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ نصیحت اگرچہ آپ اپنی اولاد کو ہی کیوں نہ کریں تب بھی اچھے القاب اور پیار بھرے انداز میں نصیحت کریں امید ہے آپ کی نصیحت کا اولاد پر اثر ہو گا ان شاء اللہ

نعمت کو چھپانا چاہیے

حضرت یعقوب علیہ السلام خواب سنتے ہی سمجھ چکے تھے کہ اگر یہ خواب بھائیوں کے سامنے آیا تو بھائیوں کے حسد میں اور اضافہ ہو گا اس لئے فرمایا کہ بھائیوں سے اس کو بیان مت کریں اس سے معلوم ہوا کہ نعمت کو جہاں تک ممکن ہو سکے چھپانا چاہیے جب تک وہ خود اچھے طرح حاصل نہ ہو جائے اور ظاہر نہ ہو جائے کیونکہ ہر وہ شخص جس کو کوئی نعمت مل جاتی ہے لوگ حسد کرنے شروع کر دیتے ہیں۔

بدگمانی سے کیسے بچایا جائے

حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا کہ خواب بھائیوں سے بیان نہ کرنا، بھائی کوئی شرارت کرسکتے ہیں آگے فرمایا یہ اس لئے ہو گا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے یعنی غلطی کو شیطان پر ڈال دیا اور ان کی طرف منسوب کر دیا تا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بدگمانی سے بچایا جائے۔

خواب کی تعبیر ایک مستقل فن

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کا علم عطا فرمایا تھا اس کو اپنی نعمت قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوا خواب کی تعبیر بتانا ایک مستقل فن ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں ہر شخص اس کا اہل نہیں ہوتا۔

کیا خواب برحق ہوتا ہے؟

ان آیات سے معلوم ہوا کبھی کبھار خواب برحق ہوتا ہے اور اس کی تعبیر کا شرعا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ دوسری آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

اولاد میں سے کسی سے زیادہ محبت ہو تو ظاہر نہیں کرنا چاہیے

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فطری طور پر اولاد میں کسی سے زیادہ محبت ہو تب بھی حتی الامکان ظاہر نہیں کرنا چاہیے بلکہ جہاں تک ممکن ہو چھپانا چاہیے، جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو محسوس ہوا کہ ان کے والد یوسف سے زیادہ محبت کرتے ہیں اس پر صبر نہ کرسکے یہاں تک اس قدر خوبصورت اور خوب سیرت بھائی کے قتل کے درپے ہو گئے اور باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی کا سبب بن گئے، اس پورے قصہ کا سبب حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹے یوسف محبت تھی جس کو وہ برداشت نہیں کرسکے۔

جس چیز سے نقصان کا اندیشہ ہو اس کے بیان سے احتیاط کرنی چاہیے

حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹے سے کہا کہ اپنا خواب بھائیوں سے ہرگز بیان نہیں کرنا، اس سے پتا چلا کہ جس چیز سے نقصان کا اندیشہ ہو اس سے احتیاط اور احتراز کرنا چاہیے چاہے فائدہ ہو یا نہ ہو دوسری مرتبہ جب بنیامین کو بھیجا تب بھی بیٹوں کو احتیاطی تدابیر کی نصیحت کی تھی حالانکہ تقدیر پر ایمان حضرت یعقوب علیہ السلام سے بھی کسی کا زیادہ ہو سکتا تھا لیکن تقدیر پر ایمان کے ساتھ ساتھ تدبیر بھی لازمی ہے۔

اس امید پر گناہ کرنا کہ توبہ کر لیں گے

ایک دوسری چیز جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو اتنے بڑے قدم اٹھانے پر آمادہ کیا وہ ایک غلط امید تھی کہ اس گناہ کے بعد توبہ کر کے نیک بن جائیں گے، حالانکہ اس طرح کا خیال شریعت کے منافی تھا کسی انسان کے لئے یہ کسی طرح حلال نہیں کہ اس امید پر گناہ کرے کہ پھر توبہ کر لے گا البتہ اگر اتفاقاً گناہ ہو جائے تو پھر توبہ میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔

شیطان کی چالاکی

شیطان جب بندہ کے ذہن میں گناہ کا خیال ڈالتا ہے تو ساتھ یہ بات بھی ڈالتا ہے، ابھی ایک دفعہ گناہ کر لو پھر نیک بن جانا، یہ ایک دفعہ کبھی نہیں جاتا، آج بھی شیطان اسی طرح اپنا کام نکال رہا ہے، یاد رکھنا چاہئے کہ جو بندہ اس خیال میں رہا کہ بس میں ایک دفعہ یہ گناہ کر لیتا ہوں اس کا مطلب شیطان اب جان نہیں چھوڑے گا بلکہ اور گناہوں میں مبتلا کرتا چلا جائے گا، اس لئے گناہ سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے گناہ ایک دفعہ بھی نہیں کرنا، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بعد میں توبہ کر لیں گے ان کی یہ توبہ "توبہ فاسد" کہلاتی ہے

یوسف کے بھائیوں نے دوراستوں میں کونسا راستہ اختیار کیا؟

گناہ تو بہر حال گناہ ہوتا ہے البتہ بسا اوقات کچھ گناہ اور برائیاں دوسرے گناہ کی نسبت سے کم درجہ ہوتے ہیں، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے درمیان بھائیوں نے جدائی کا فیصلہ کر لیا تھا اور قتل پر بھی آمادہ ہوگئے تھے لیکن پھر قتل کے بجائے کنویں میں ڈالنے پر آمادہ ہوگئے اگر قتل کر دیتے تو اس سے بڑا جرم تھا۔

ایک گناہ کو چھپانے کے لئے کئی گناہوں میں مبتلا ہونا

انسان سے بسا اوقات ایسا گناہ بھی ہو جاتا ہے جس کی نحوست سے دوسرے کئی گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس ایک گناہ کو چھپانے کے واسطے دوسرے کئی گناہ ہو جاتے ہیں ،جیسا کہ یوسف کے بھائیوں سے ہوا، اس لیے جب انہوں نے توبہ کی تو ایک گناہ کے بجائے گناہوں سے توبہ کی تھی۔

آخر میں بھی انسان باز آجائے تب بھی ٹھیک ہے

یہ بات بھی اس قصہ سے سمجھنا آسان ہو جاتی ہے کہ آغاز میں عیب اور نقص کے باوجود اگر انسان کا اختتام اچھا اور کامل ہو تو اعتبار انتہا کا ہوگا وہ انسان معافی اور درگزر کا لائق ہوگا جیسا کہ پہلے جو بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ کرتے رہے وہ ہمیں معلوم ہے لیکن آخر میں جب سمجھے کہ ہم اپنے مقصد میں ہار چکے ہیں تو اللہ تعالی سے سچی توبہ کے ساتھ ساتھ اپنے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام اور والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے بھی معافی کے طلبگار ہوئے تو اللہ تعالی نے بھی معافی کا اعلان کر دیا حضرت یوسف علیہ السلام تو پہلے ہی معاف کر چکے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا صبر

اس پورے قصہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے صبر کے دونوں درجات صبر اضطراری اور اختیاری پر عمل کر کے نمونہ پیش کر دیا، بھائیوں کی طرف سے دی گئی اذیت پر صبر کرنا، اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے دور ہو جانا، چند سال جیل میں قید پر صبر کرنا یہ سب صبر اضطراری تھا یعنی ایسے امور پر صبر جو حضرت یوسف علیہ السلام کے اختیار میں نہیں تھے،

قصہ یوسف سے حضور ﷺ کو تسلی

اس قصہ میں گویا حضور اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے صبر کیا بعد میں وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے اسی طرح آپ بھی صبر کیجئے آپ بھی اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائیں گے کیونکہ الصبر مفتاح الفرج صبر کشادگی اور کامیابی کی کنجی ہے۔

کیا سگے بھائی بھی حسد کر سکتے ہیں

اس سے قصہ سے معلوم ہوا کہ قریبی رشتہ داروں یہاں تک بھائیوں کے درمیان بھی حسد کا پایا جانا کوئی نئی بات نہیں، بلکہ ایسا ہوتا ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کا قتل حسد کی بنیاد پر ہوا، اسی طرح یوسف کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کی وجہ سے دشمنی کی لیکن حسد کرنے ولا کبھی بھی کامیاب نہیں ہوا، حاسد ہمیشہ نتیجہ کے اعتبار سے ناکام رہا، یہ بات بھی واضح ہوئی کہ بھائیوں اور والد کی محبت میں کس قدر فرق ہوتا ہے اور خیر خواہ حقیقی کون ہوتا ہے۔

حسد کرنے والا گویا اللہ کی تقسیم پر اعتراض کر رہا ہوتا ہے

حسد کرنے والا گویا کہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا، اس کو شکایت ہوتی ہے کہ اس کو کیوں ملا، یہ مجھے ملنا چاہیے تھا اس لئے حسد بہت بڑا گناہ ہے، حسد کرنے والا اپنی جلائی ہوئی آگ میں خود جلتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے نعمت دے رکھی ہے وہ تو مزے کی نیند سو رہا ہوتا ہے، حسد کرنے والا جاگ رہا ہوتا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کی تقدیر پر ہمیشہ راضی رہیں، اللہ نے جس کو جو عطا کیا ہے وہی اچھا ہے، لہذا دل میں حسد پیدا نہ ہونے دیں۔

شیطان سے انبیاء کے علاوہ کوئی محفوظ نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ شیطان ہر انسان پر مسلط ہے، اس سے انبیاء کے علاوہ کوئی بھی محفوظ نہیں، یہاں تک نبیوں کی اولاد بھی شیطانی وساوس کا شکار ہو جاتی ہے جیسا حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد، حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد بھی شیطانی حملوں سے محفوظ نہیں رہی تو ہم کس طرح مطمئن ہو جاتے ہیں اور خود کو محفوظ سمجھ سکتے ہیں

سورہ یوسف حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی دلیل

سورہ یوسف انسان کے لئے اسباق اور عبرتوں سے بھرپور ہے، اس سورۃ کی آیات میں خوب غور و فکر کرنا چاہیے، علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ اس قصہ میں ہزار سے زائد فائدے اور حکمتیں ہیں، اس سورت میں سوال کرنے والوں کے لئے کئی نشانیاں ہیں اور عبرت کے مواقع ہیں، اللہ تعالی کی قدرت پر دلائل ہیں کہ نبوت کے لئے انتخاب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے بلکہ اللہ تعالی جسے چاہتے ہیں نبوت جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرماتے ہیں، اسی طرح اس بات کا بھی یقین ہو جانا چاہیے کہ اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، یہ قصہ اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے اس قدر تفصیل سے بیان کیا حالانکہ حضور اکرم ﷺ امی تھے اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے وحی ہے اور حضور اکرم ﷺ کا اس طرح بیان نبوت کی صداقت کی دلیل اور آپ کا معجزہ ہے۔

قرآن سے ذوق رکھنے والے ہی فائدہ اٹھاسکتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ اس قصہ میں سوال کرنے والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو نفع حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس کا اہتمام کرتے ہیں، سیکھنے اور سکھانے کا جذبہ رکھتے ہیں، علم و معرفت کا ذوق رکھتے ہیں باقی جن کا مقصد محض اعتراض اور نکتہ چینی ہو، علم اور جہالت جن کے ہاں برابر ہو وہ قرآن کریم سے نفع حاصل نہیں کرسکتے بلکہ اور دور ہوتے چلے جائیں گے۔

اولاد میں سے کسی سے طبعی محبت زیادہ ہونا انصاف کے خلاف نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا قلبی میلان (جھکاؤ) کسی کی طرف زیادہ ہو تو یہ انصاف کے منافی نہیں، بلکہ بچوں میں چھوٹا بچہ ہو، پھر والدہ بھی حیات نہ ہو تو باپ کی محبت اس بچے سے زیادہ ہو جانا ایک فطرت ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی محبت یوسف اور ان کے بھائی بنیامین سے تھی، پھر خواب کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام سے اور زیادہ محبت میں اضافہ ہوا جس کی وجہ سے حسد میں اضافہ ہوا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاں محبت کا معیار

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا جب ہم دس بھائی ہیں، تعداد میں بھی زیادہ ہیں اور قوت میں بھی زیادہ ہیں تو پھر والد ایک یوسف سے ہم سے زیادہ کیوں محبت کرتے ہیں، حالانکہ ہم پوری جماعت ہیں اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ والد ہم سے محبت کریں پھر قتل یوسف کے مشورہ ہونے لگے آخر کار انہوں نے کنویں میں ڈال دیا، خلاصہ یہ کہ انہوں محبت کا معیار تعداد اور طاقت کو قرار دیا حالانکہ اللہ کے پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہاں فضیلت اور محبت کا معیار نیکی اور اللہ تعالیٰ کی معرفت، نبوی اوصاف اور خدائی انتخاب تھا جس کو بھائی سمجھ نہیں سکے۔

وہم اور جھوٹے خوابوں سے روحانیت برباد ہو جاتی ہے

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات انسان پر وہم غالب آجاتا ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی، جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں پر اپنی عظمت کے جنون کا وہم اور غرور لاحق ہوا، اس کی دلیل ان کے ہاں یہ تھی کہ ہم زیادہ تعداد میں ہیں تو ہماری عظمت زیادہ ہونی چاہیے حالانکہ انسان کی فضیلت کا معیار تعداد اور طاقت کبھی نہیں بن سکتے۔

اگر ہدف ایک ہو تو انسان نقصان پر بھی اتفاق کر لیتے ہیں

بہت سے لوگوں کی اگر مصلحت اگر ایک ہو جائے تو ایک ہدف پر جمع ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ خطرے سے بھرپور اور نقصاندہ ہو، حضرت یوسف علیہ السلام کے دس کے دس بھائی ایسے کام پر اتفاق کر لیتے جس پر اتفاق کر لینا ان کی عمر اور تربیت کے لحاظ سے مشکل تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی مصلحت اور ہدف ایک تھا اس لئے اتنا بڑا خطرہ مول لیا کوئی پرواہ نہیں کی اور گناہ سے توبہ کو مستقبل پر ڈال دیا۔

قوت اور کثرت انسان کو غرور میں مبتلا کر دیتے ہیں

یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ قوت اور کثرت ہمیشہ انسان کو گھمنڈ اور غرور میں مبتلا کر دیتی ہیں، یہ بات تاریخ سے بھی ثابت ہے ، تکبر اور گھمنڈ جب عروج پر پہنچتا ہے تو انسان کو خاک میں ملتے دیر نہیں لگتی اور کامیابی ہمیشہ عاجزی اور تواضع کا مقدر بنتی ہے۔

حسد کبھی بھی سود مند نہیں ہو سکتا

حسد کبھی بھی فائدہ مند نہیں ہو تا بلکہ ہمیشہ بے سود ہو تا ہے، جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو قریب رکھا اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو عزت بخشی تو بھائیوں کو یوسف کی ترقی ہضم نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آخر کار ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے جھکا دیا تاکہ وہ جان لیں کہ حسد کبھی بھی سود مند نہیں ہو تا اس لیے کہا جاتا ہے، لوگوں میں سب سے لمبا غم رکھنے والا وہ شخص ہو تا ہے جو حسد پالتا ہے، جس کو اللہ نے عزت دے رکھی ہے اس کو گرانا چاہتا ہے جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یوسف کنویں کی گہرائی میں گرا کر سمجھے ہم مقصد میں کامیاب ہو گئے لیکن اللہ نے بادشاہت کے تخت پر بٹھا کر سجدہ کروا کر عملی طور پر حسد کا بے سود ہونا قرار دے دیا۔

بسا اوقات انسان جانور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے

اس سے معلوم ہوا کہ جب انسان شیطانی خیالات کے سامنے جھک جائے تو گرنا شروع ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جانوروں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے جیسا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تھا تو فرشتوں نے پیشنگوئی کی تھی یہ جاکر خون ریزی کرے اور فساد پھیلائے گا۔

گناہ کر کے توبہ کر لیں گے دھوکہ کے سوا کچھ نہیں

توبہ ہمیشہ گناہ کے بعد ہوتی ہے، توبہ کی امید پر جرم کرنا کہ پھر توبہ کر لیں گے اس کی دین میں گنجائش نہیں، گناہ کے بعد توبہ اور نیک ہو جانے کا وعدہ شیطانی مکر اور حیلہ کے علاوہ کچھ بھی نہیں یہ سب کچھ شیطان کی طرف سے ہو تا ہے جس سے انسان کو شیطان نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے اس میں کئی خرابیاں ہیں سب سے بڑی خرابی یہ کہ گناہ ہو جانے کے بعد توبہ کی مہلت گی یا نہیں۔

سعادت اور نجات کا دارومدار ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے

قرآن میں اس طرح کے قصے بیان کرنے سے مقصد ان باتوں کی تردید ہے جو لوگوں نے اپنی طرف سے بنالی ہیں بتوں کی پوجا کرنا، ان کی شفارش اور اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں سے امید لگانا کہ وہ نفع اور نقصان کے مالک ہیں اور نسب کو فخر کا ذریعہ سمجھنا کہ ہماری آخرت میں کامیابی کے لئے نسب کافی ہے، قرآن نے وضاحت کردی کہ انبیاء کرام اور رسولوں کا مقصد محض دین کی تبلیغ اور عمل کرنا ہے باقی کسی چیز میں نفع اور نقصان کا کوئی اختیار نہیں، کوئی کتنا ہی محبوب اور رشتہ میں قریب ہو اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے، سعادت اور نجات کا دارومدار انبیاء اور اولیاء کی شفارش کے بجائے ایمان اور نیک اعمال پر ہے۔

معاملات میں اولاد کے درمیان برابری ضروری ہے

ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ اولاد میں سے کسی سے قلبی طور پر کسی ایک زیادہ محبت ہو تب بھی معاملات میں برابری کرنی چاہیے، اگر نقصان کا اندیشہ ہو تو پھر دوسرے بچوں کے سامنے محبت کو ظاہر نہیں کرنا چاہیے بلکہ برابری کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

ایک بھی عقلمند ہو تو کچھ بچت ہو جاتی ہے

بڑے بھائی یہودا نے بھائیوں کو مشورہ دیا کہ اگر مقصد ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی توجہ ہماری طرف ہو جائے جب قتل کے بجائے کنویں میں گرا دینے سے یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو قتل کرنے کی کیا ضرورت ہے بلکہ کنویں میں گرادو اس سے باپ کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا معلوم ہوا نقصان دینے والوں میں سے بھی ایک عقلمند اور کسی حد تک خیر خواہ ہو اس سے بھی کچھ بچت ہو جاتی ہے۔

وقت گذرنے سے غصہ کم ہو جاتا ہے

شروع میں جب غصہ زیادہ تھا تو قتل کا ارادہ تھا لیکن جیسے وقت گذرا غصہ کم ہوتا گیا یہاں تک سب قتل کے بجائے کنویں میں گرادینے پر راضی ہو گئے اس سے معلوم ہوا شروع میں انسان غصہ کی شدت میں ہوتا ہے، اس وقت کا فیصلہ بھی خطرناک اور مشکل ہوتا ہے لیکن آہستہ آہستہ غصہ کم ہوتا ہے تو پھر فیصلہ قدر نرم اور آسان ہوتا ہے اس لیے انتظار کرنا چاہیے۔

مجرم کو نصیحت نام لینے کے بجائے عمومی انداز میں کرنی چاہئے

اس قصہ کو اس قدر تفصیل سے بیان کرنے کے باوجود اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے نام ذکر نہیں کیئے اس میں تعلیم دینا مقصود ہے کہ گناہ کرنے والے کو اگر نصیحت مقصود ہو تو ان کا نام لے کر مجرم نہیں ٹھرانا چاہیے بلکہ نصیحت کا عمومی انداز ہونا چاہیے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا بھی نیکی کی دعوت یا گناہ پر تنبیہ کرنا مقصود ہوتا تو مجرم کا نام لینے کے بجائے عام لوگوں کو مخاطب فرما کر نصیحت فرماتے اللہ ہمیں بھی توفیق دے آمین۔

اصل بات کردار کی ہوتی ہے نام خود بخود ہو جاتا ہے

جس بھائی نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل نہ کرنے کا مشورہ دیا قرآن نے صرف بات اور مشورہ کا ذکر کیا باقی بھائی کا نام ذکر نہیں کیا کہ یہ مشورہ کس نے دیا اگرچہ روایات سے پتہ چل جاتا ہے بہر حال قرآن نے نام کے بجائے صرف بات ذکر کر کے اشارہ کر دیا کہ اصل بات کا اعتبار ہوتا ہے، نام کیا چیز ہوتی ہے، حق بات کی پہچان لوگوں سے نہیں ہوتی بلکہ لوگ حق بات کی وجہ سے پہچانے جاتے ہیں۔

فیملی ممبر کی طرف سے اگر اصلاح کی کوشش ہو تو زیادہ اثر ہو گا

دس بھائیوں میں سے صرف ایک نے قتل کرنے بجائے کنویں میں گرا دینے کا مشورہ دیا تو سب نے قبول کر لیا اس سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ جہاں پر حسد اور تعصب کی وجہ سے خرابی پائی جائے ایسے ماحول میں فیملی میمبر کی طرف سے اگر کوئی اصلاح کی کوشش کرے تو اس کا اثر زیادہ ہو گا اس لیے کہ اس کے ارادہ میں ان کو شک نہیں ہوتا کہ جو ہمارے ساتھ ہر موقع پہ کھڑا رہا، وہی بندہ اس کے خلاف مشورہ دے رہا ہے، آخر کوئی تو بات ہے۔

انسان کی نیت خراب ہو تو مطمئن کرنے کی زیادہ کوشش کرتا ہے

آیت نمبر 11 میں فرمایا کہ بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے ابا جان آپ کو کیا ہوا کہ آپ یوسف کے معاملہ میں ہم پر اعتماد کیوں نہیں کرتے حالانکہ ہم تو یوسف کے خیر خواہ ہیں اس آیت کو انسان کی نفسیات سامنے رکھ کر دیکھنا چاہیے کہ جس معاملہ میں انسان کی نیت میں گڑبڑ ہو تو اسی معاملہ میں سامنے والے کو مطمئن کرنے کے لئے بڑا مبالغہ کرتا ہے یعنی جس کا مقدمہ کمزور ہوتا اسی کی آواز بلند ہوتی ہے جس کے پاس دلیل ہو گی اور سچ پر ہو گا وہ تحمل سے بات کرے گا اور جس کا مقدمہ کمزور ہوتا ہے وہ جھوٹے قسم اٹھاتا ہے یہاں بھی معاملہ کچھ اسی طرح ہے ایک تو سب مل کر آئے پھر آتے ہی پکے وعدہ کرنے لگے اس کے بعد جو کیا وہ سامنے ہے، یہ انسان کی نفسیات کی دنیا ہے۔

پہلے بھی یوسف کو لے جانے کی اجازت لیتے رہے

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں اس قدر اصرار اور انداز گفتگو سے معلوم ہو رہا ہے کہ پہلے بھی یہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے بار بار اجازت لیتے رہے لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام نے اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا اب کی بار نہ چاہتے ہوئے بھی اجازت لینے میں کامیاب ہو گئے۔

زبان ہمیشہ دل کی ترجمان نہیں ہوتی

اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ انسان کی زبان ہمیشہ دل کی ترجمان نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات خواہشات کی بھی نمائندگی کرتی ہے، یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے زبان سے ایک بات کہی اور عمل سے اپنے مقصد اور خواہش کو ترجیح دی، وعدہ کی خلاف ورزی کی جو منافقت کی علامت ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام تفریح کے لئے بہت کم نکلا کرتے تھے

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا: کل اسے ہمارے ساتھ بھیج دیجئے، تاکہ وہاں کھائے پیئے، کچھ کھیل کود لے، یقین رکھیں ہم اس کی حفاظت کریں گے، اس آیت سے بہت سے فوائد حاصل ہوتے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اکثر اوقات اپنے والد کے پاس بیٹھا کرتے تھے، تفریح کے لئے بہت کم نکلا کرتے تھے، اسی لئے بھائیوں نے ایسی تدبیر کی جو چل سکے کہ تفریح کروانے جارہے ہیں، دوسری بات کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تفریح والی بات کا انکار اور تردید نہیں فرمائی صرف بھیڑئے کا ذکر کیا اس لئے کہ جائز تفریح کی شرعا اجازت ہے، حضور ﷺ سے بھی ثابت ہے، صحت کے لئے بھی مفید ہے، عربوں کے ہاں اس کی بہت اہمیت ہے۔

کھانے کے بعد ورزش کی اہمیت

قرآن کریم میں کھانے کا ذکر کیا بعد میں کھیلنے اور تفریح کا ذکر کیا ہے، اس سے کھانے کے بعد ورزش کی اہمیت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ کھانے کے ہی بعد ہاضمہ کے لئے ورزش کا درست وقت ہے، اسی لئے لوگوں میں عام بات ہے کہ رات کے کھانے کے بعد چلنے کی عادت ڈالیں اگرچہ دو قدم ہی کیوں نہ چلیں

محبوب اولاد کی باپ سے محض جدائی تکلیف کا باعث ہوتی ہے

آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :یعقوب نے کہا:" اگر تم اسے لے جاؤ گے تو مجھے غم ہو گا اور مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ کسی وقت جب تم اس سے غافل ہو گے، بھیڑیا اسے کھا جائے گا اس سے معلوم ہوا کوئی حادثہ پیش نہ بھی آئے تب بھی محبوب اولاد کو کسی خاص ضرورت کے بغیر جدا کرنا بھی ماں باپ کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔

صدمہ کی وجہ سے غمگین ہونا ایک فطری عمل ہے

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی صدمہ کی وجہ سے غمگین ہو جانا ایک فطری عمل ہے،اوراس میں کوئی گناہ کی بات نہیں، صبر کے خلاف بھی نہیں ہے، حضورا کرم ﷺ سے یہ ثابت ہے جیسا کہ بیٹے ابراھیم کی وفات کے وقت حضور نے فرمایا تھا: اے ابراھیم ہم تیری جدائی کی وجہ سے غمگین ہیں، اس طرح دوسری روایات سے ثابت ہے۔

بسا اوقات انسان کی کہی ہوئی بات سے سامنے والے کو موقع مل جاتا ہے

کوئی ایسی بات جس سے سامنے والے کو بات بنانے یا عذر تلاش کرنے میں مدد مل سکتی ہو ایسی بات کہنے میں احتیاط کرنی چاہیے، اس قصہ میں کچھ اسی طرح کا معاملہ ہوا ہے جب حضرت حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ بھیڑیا کھا جائے گا اس سے بھائیوں کو جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں گرا دیا واپسی پر حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے بہانہ بنانے میں آسانی ہو گئی اور کہنے لگے کہ بھیڑیا کھا گیا تو گویا انہوں نے یہ عذر حضرت یعقوب علیہ السلام کی بات سے ہی لے لیا اور جواب تیار کر لیا تھا۔

آخر بھیڑیے سے ہی کیوں خوف محسوس ہوا؟

دوسرے جانوروں کے مقابلہ میں آخر حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھیڑئے سے ہی کیوں خوف محسوس ہوا اس کی وجہ بعض روایات کے مطابق حضرت یعقوب علیہ السلام نے خواب اسی طرح دیکھا تھا، دوسری وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس علاقے میں یہ جانور تعداد میں زیادہ تھا اور یہ بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ بھیڑیے کی عادت ہے کہ اجنبی اور کمزور پر حملہ کرتا ہے حضرت یوسف علیہ السلام باہر بہت کم نکلا کرتے تھے اور چھوٹی عمر کی وجہ سے کمزور بھی تھے اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اسی کا اظہار کیا واللہ اعلم بالصواب۔

ایک اہم نکتہ

ایک اہم نکتہ جو سمجھنا چاہیئے، حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ یوسف کو لے جانے میں خیر نہیں بلکہ یہ خود نقصان پہچانا چاہتے ہیں اس کے باوجود ان کے منہ پر حیا کی وجہ سے ان کے اخلاص میں کوئی شک نہیں کیا تاکہ اعتماد بحال رہے، بیٹوں کی ساکھ متاثر نہ ہو، شرمندہ نہ ہو بلکہ ایک تو یہ کہا کہ مجھے جدائی کا غم ہوگا اور دوسرا عذر یہ پیش کیا کہ بھیڑیے کا خوف ہے جو اصل بات تھی اس کو حیا کی وجہ سے چھپاتے رہے تاکہ باپ اور بیٹوں کے درمیان اعتماد کی دیوار نہ گر سکے، لیکن بیٹوں نے اس کا لحاظ نہیں کیا بلکہ حیا کی رسی کو کاٹ دیا۔

نقصان کے علم کے باوجود حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیوں اجازت دی؟

ایک سوال یہ بھی ہوسکتا ہے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو علم تھا کہ یہ یوسف کو نقصان پہنچائیں گے تو پھر لے جانے کی کیسے اجازت دے دی، اس کا جواب یہ ہے کہ جو مجبور ہوتا وہ معذور ہوتا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام ان کی نفسیات سے خوب واقف تھے، اور سمجھ چکے تھے کہ اجازت دے دیں گے تب تو نقصان کا احتمال ہے اگر اجازت

نہ دی تو حسد کی آگ اور دشمنی اور بڑھ جائے گی پھر تو ہر صورت نقصان پہنچائیں گے اس لیے دونوں صورتوں میں سے آسان کو ترجیح دی، زیادہ نقصان کے مقابلہ میں کم نقصان کو ترجیح دی۔

بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو صرف ایک بات کا جواب کیوں دیا؟

آگے سے بیٹوں نے آیت نمبر 14 میں جواب دیا کہ "ہم ایک مضبوط جتھے کی شکل میں ہیں، اگر پھر بھی بھیڑیا اسے کھا جائے پھر تو ہم بلکل گئے گذرے ہوئے ہیں" اس میں غور کیا جائے تو انہوں حضرت یعقوب علیہ السلام کی پہلی بات کا جواب نہیں دیا جو کہی تھی کہ مجھے ان کی جدائی کا غم ہو گا اس لیے کہ اسی محبت کی وجہ سے تو قتل کے درپے ہوئے تھے اس بات کا جواب کس طرح دے سکتے تھے جو ان کے خلاف تھی اس کو آجکل کی اصطلاح میں سیاسی طور پر بھاگنا کہتے ہیں، اس لیے صرف دوسری بھیڑیے والی بات کا جواب دیا جس کا جواب بن سکتا تھا۔

نبوت، علم اور تقوٰی یہ چیزیں بطور وراثت حاصل نہیں ہو سکتیں

نبوت، علم اور تقوٰی یہ تمام چیزیں بطور وراثت نہیں ملا کرتی اس لیے پیغمبر کے بیٹے کا پیغمبر ہونا لازم نہیں بلکہ متقی ہونا بھی ضروری نہیں، جیسا کہ اس قصہ سے معلوم ہو رہا ہے، اور ایسا اتفاقا ہو جاتا بھی ہے جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال ہے۔

کبھی بات حق ہوتی ہے لیکن ارادہ ٹھیک نہیں ہوتا

ایک مقولہ مشہور ہے: بسا اوقات بات حق ہوتی ہے، لیکن ارادہ باطل کا ہوتا ہے، یہاں انہوں نے جو کہا کہ ہم بڑی جماعت ہیں ہماری موجودگی میں بھیڑیا نقصان نہیں پہنچا سکتا یہ بات تو ٹھیک تھی لیکن ان کا مقصد یہ نہیں تھا بلکہ مقصد نقصان پہنچانا تھا، جس طرح خوارج نے نعرہ لگایا تھا "ان الحکم الا للہ" تو اس وقت حضرت علی رضہ اللہ عنہ نے فرمایا یہ حق کا کلمہ ہے جس سے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے۔

اصل خوف تو بھائیوں سے تھا بھیڑیے کا ذکر تو صرف زبان کی حد تک تھا

انسان اگر خراب ہو جائے تو بھیڑیے سے بھی خطرناک ہو تا ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنایۃ بھیڑیے کا ذکر کیا ہے ورنہ اصل خوف تو ان بھائیوں سے تھا کسی عربی شاعر نے کیا ہی خوب کہا جس کا ترجمہ ہے۔

ہم زمانے پر عیب لگا رہے ہیں حالانکہ عیب تو ہمارے اندر موجود ہے

ہمارے سوا زمانہ میں کیا عیب ہو سکتا ہے

بھیڑیا اپنے بھائی کا گوشت نہیں کھاتا

ہم میں سے کچھ دوسروں کو کھلے عام کھا رہے ہوتے ہیں۔

کنویں میں تسلی دی گئی

آگے آیت نمبر 15 میں اللہ تعالیٰ میں فرماتے ہیں: پھر وہ جب ان کو لے گئے اور انہوں نے یہ طے کر دیا تھا کہ ان کو ایک اندھے کنویں میں ڈال دیں تو ہم نے یوسف پر وحی بھیجی کہ ایک وقت آئے گا جب ان سب کو جتلاؤ گے کہ انہوں نے یہ کام کیا تھا اور اس وقت ان کو پتہ بھی نہیں ہو گا کہ (تم کون ہو؟) اس میں اللہ تعالیٰ حضرت یوسف علیہ السلام کو مشکل وقت میں تسلی دے رہے ہیں کہ یہ سب مل کچھ بھی کرلیں ایک ایسا وقت بھی آئے گا اللہ آپ کی مدد کریں گے اور اس قدر آپ کو بلند کریں گے آپ کے ساتھ یہ جو کچھ کر رہے ہیں آپ یہ سب بتلا کر شرمندہ کریں گے اور یہ آپ کو بلند مرتبہ کی وجہ سے سمجھ نہیں سکیں گے کہ آپ کون ہیں جب اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وحی بھیجی تو سکون اور اطمینان ہوا اور وقتی آزمائش کا سامنا کرنے میں آسانی ہو گئی۔

اصل تو اخلاص کا امتحان ہے

بندگی کے مراتب میں اعلی مرتبہ اخلاص کا ہے کہ بندہ زیادہ سے زیادہ اپنے مالک کے ساتھ مخلص ہو، اللہ تعالیٰ نے جب بھی کسی نعمت کو چھین کر اپنے نبی کو آزمایا اور آزمائش جب مکمل ہوگئی تو پھر وہ نعمت واپس کردی گئی حضرت یعقوب علیہ السلام سے یوسف چھین لیا گیا جب امتحان کی تکمیل ہوگئی تو یوسف کی بلند مرتبہ کے ساتھ واپسی ہوئی، اسی طرح جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے لئے تیار کرکے آزمایا گیا جب اللہ نے دیکھا میرا فرمانبردار بندہ قربانی کے لئے تیار ہے تو پھر مینڈھے کے عیوض حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لوٹایا گیا، اللہ تعالیٰ بندہ کے اخلاص کا امتحان چاہتے ہیں

رات کے وقت آنے میں مصلحت

آیت نمبر 15 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (جب اندھے کنویں میں ڈال دیا تو) اپنے والد کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے آئے، اس آیت میں فرمایا کہ رات کو روتے ہوئے آئے، دن کے بجائے رات کو اس لئے آئے کہ آنکھ آنکھ سے حیا محسوس کرتی جب رات کے وقت سامنے والے کو آپ نظر نہیں آئیں گے تو جھوٹی صورت بنانا اور جھوٹ بولنا دن کی نسبت سے آسان ہو جاتا ہے۔

رونا سچائی کی دلیل نہیں بن سکتی

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب کنویں میں گرا کر جب واپس آئے تو روتے ہوئے آئے حالانکہ یہ ان کا رونا مصنوعی تھا تاکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو مطمئن کرسکیں کہ یوسف کو ضایع کرنے میں ان کا قصور نہیں بلکہ اس معاملہ میں ان کو بھی تکلیف ہوئی ہے وہ غم میں برابر کے شریک ہیں حالانکہ اس بات میں بلکل جھوٹے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ رونا ہر وقت سچائی کی دلیل نہیں ہوتا جس طرح اس قصہ میں ہے، قاضی شریح کے پاس ایک عورت مقدمہ لے کر آئی اور وہ اس معاملہ میں جھوٹی تھی اور وہ مسلسل رو

رہی تھی، قاضی نے فیصلہ خلاف دے دیا تو کسی نے کہا کیا آپ دیکھتے نہیں، وہ بیچاری رو رہی ہے، قاضی نے جواب دیا، حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی تو روتے ہوئے آئے تھے حالانکہ وہ جھوٹے تھے اس لئے فیصلہ حق دیکھ کر کرنا چاہیے۔

جرم اکثر رات کے وقت ہوتے ہیں

مجرم عموماً جرم رات کے اوقات میں کرتے ہیں، اس لئے کہ رات کے وقت جرم لوگوں سے مخفی رہتا ہے اور پردہ رہتا ہے، بھاگنا آسان ہوتا ہے۔

جھوٹ خود ہی جھوٹ کی دلیل ہوتا ہے

جھوٹ کے اندر ہی ایسی چھپی ہوئی دلیل موجود ہوتی ہے جس سے جھوٹ پکڑا جا سکتا ہے، یہاں کچھ ایسا ہی ہوا ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام کی فراست اور تجربہ کو دیکھ کر سمجھ چکے تھے، یہاں جھوٹ پکڑا جائے گا اس لئے کہنے لگے آپ ہماری بات کی تصدیق تو ویسے بھی نہیں کریں گے، دل ہی دل میں ان کو شک ہو گیا تھا۔

بھائیوں نے کیسا ڈھونگ رچایا

جب اجازت لینے آئے تو بتا رہے تھے کہ وہاں بھائی کھائیں گے اور کھیلیں گے، ہم اس کی دیکھ بھال کریں گے لیکن کام سارا الٹا کیا، دعوٰی کی تھی کہ ہم اس کے محافظ ہوں گے لیکن سامان کی حفاظت ان سے کروائی خود جا کر کھیل میں مصروف ہو گئے اور ان کو اکیلا سامان کے پاس چھوڑ دیا کیسا ڈھونگ رچایا، کس قدر وعدہ کی خلاف ورزی کی، یہ دنیا کے مختلف رنگ ہیں جن سے انسان دھوکہ کھاتا ہے۔

بھیڑیا بڑا سمجھدار نکلا

بعض روایات میں ہے کہ انہوں نے قمیص پر تو خون لگا دیا، لیکن قمیص صحیح سالم تھی، کہیں بھی پھٹی ہوئی نہیں تھی، اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بڑا مھذب تھا جو یوسف کو کھا گیا اور قمیص کسی جگہ سے نہیں پھٹی، جیسی تھی ویسی موجود ہے، فرمایا یہ محض افسانے ہیں جو تم باتیں بنارہے ہو اس پر اللہ ہی مدد گار ہے۔

وقت سے پہلے کسی چیز کی طلب اس سے محرومی کا سبب بن سکتی ہے

بھائیوں نے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کا مقابلہ کرنا چاہا کہ جب ہم یوسف کو ابا کی نظروں سے غائب اور او جھل کر دیں گے تو ہم والد کے قریب ہوں گے اور ابا کی ہم سے محبت میں اضافہ ہو گا اور یوسف کو بھلا دیں گے یہ شیطان کی بنائی ہوئی چال تھی جو کامیاب نہیں ہوئی، معاملہ کچھ مختلف ہو گیا، حضرت یعقوب علیہ السلام ان بھائیوں سے اور زیادہ بد ظن ہوئے اور نفرت کرنے لگے اور یوسف کی محبت کی جو دل میں چنگاری تھی اور بھڑکنے لگی اور بھائیوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا، الٹا باپ کی ناراضگی میں اضافہ ہوا، جو یوسف کو کنویں میں گرانا چاہ رہے تھے اس میں خود ہی گر گئے۔

صبر جمیل کیا ہوتا ہے

ایک تو اس آیت سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ صبر کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اللہ کی مدد کے بغیر انسان کے لئے تکلیف پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے، صبر جمیل کی معنی خوبصورت صبر مطلب تکلیف اور مصیبت کے وقت اس طرح صبر کرنا کہ اس میں کوئی شکوی، شکایت اللہ پر نہ کی جائے، اللہ کی قضا پر راضی ہو، حضرت یعقوب علیہ السلام کا صبر جمیل ہمارے لئے ایک مثال ہے۔

مصیبت کے وقت ایک مسلمان کا رویہ

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب دیکھا کہ مصیبت تو آہی چکی تو صبر کر کے ثواب کیوں نہ کمالیں، ایک سچے مسلمان کا یہی طریقہ کار ہوتا ہے، جب دیکھتا ہے کہ آزمائش آگئی تو بجائے شکایت اور تقدیر پر اعتراض کے تسلی کا راستہ نکالتا ہے، تسلی کا راستہ مسلمان کے پاس صبر ہی ہے جس سے تکلیف آسان ہو جاتی ہے، مصیبت کے وقت مؤمن صبر جمیل کے ہتھیار سے لیس ہو جاتا ہے، کیوں کہ ایک ایمان والا جانتا ہے آزمائش اللہ کی طرف سے ہے تو پھر اللہ کی قضا پر راضی رہتا ہے اور سر تسلیم خم کر لیتا ہے

قمیص یوسف گھومتی رہے

مذکورہ قصہ میں قمیص کا بار بار ذکر کیا گیا ہے اس لئے کہ قمیص پر جھوٹا خون لگا کر لے آئے، پھر جب بادشاہ کے ہاں زلیخا کے رشتہ داروں میں جس نے گواہی دی، قمیص کو دیکھ کر گواہی دی، پھر جب حضرت یوسف علیہ السلام نے قمیص حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھیجی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف کی خوشبو آنے لگی، اس سے معلوم ہوا اس قصہ میں قمیص کی بڑی اہمیت ہے

مجرم کی دلیل ہمیشہ کمزور ہوتی ہے

یوسف کے بھائیوں نے دو دلیلیں پیش کی تھی، دونوں باتیں پہلے مرحلہ میں رد کر دی گئیں اس لئے کہ رونا تو مصنوعی تھا یہ دلیل حضرت یعقوب علیہ السلام جیسے تجربہ کار کے سامنے نہیں چل سکتی تھی، حضرت یعقوب علیہ السلام حقیقی رونے اور مصنوعی رونے میں فرق خوب جانتے تھے اور دوسری دلیل بھی رد کر دی گئی کہ کیا ایسا بھی بھیڑیا ہو سکتا ہے جو پورا انسان کھا گیا لیکن قمیص صحیح سلامت رہے، اس لئے بجائے ساتھ رونے کے فرمانے لگے تم نے ہی یہ سب کچھ کیا ہے لیکن اب صبر کے علاوہ کوئی بہتر راستہ نہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے تلاش کے بجائے صبر کا راستہ کیوں اختیار کیا؟

ایک سوال یہ بھی ہو سکتا ہے، یقینا اللہ تعالی کی قضا پر صبر کرنا واجب ہے لیکن اس واقعہ میں جب ان کا جھوٹ اور خیانت ثابت ہو گئی، اور مزید وحی سے اور خواب سے حضرت یوسف علیہ السلام کے زندہ ہونے کا بھی علم تھا، پھر تو تلاش کی کوشش کیوں نہیں کی حلانکہ اپنے خاندان اور علاقہ میں معزز اور مشہور آدمی تھے، حضرت یوسف علیہ السلام سے شدید محبت کا تقاضا یہ تھا کہ تلاش کرتے یہ شرعا اور عقلا بھی ضروری تھا، اس کے باوجود کیوں تلاش نہیں کیا اور خاموش کیسے رہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو تلاش سے روک رکھا تھا تاکہ اس ترتیب سے گذر کر حضرت یوسف علیہ السلام اپنے مقررہ مقام تک پہنچ جائے، دوسری بات یہ بھی تھی کہ بھائیوں کے حالات اور قوت سے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس وقت اگر حضرت یعقوب علیہ السلام تحقیق اور تلاش کریں گے تو بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے خلاف بھی کوئی اقدام کر سکتے تھے، اس کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر تھی کہ اپنی اولاد کے اس گناہ اور عیب کو راز میں رکھنا چاہتے تھے تاکہ لوگوں کی زبان پر نہ آئے، اولاد میں سے کوئی باپ کی زندگی میں دوسرے پر ظلم کرتا ہے تو باپ کے لئے عذاب سے کم نہیں ہوتا، اگر انتقام نہ لیا جائے تو جس اولاد پر ظلم ہوا اس پر رحم آتا ہے اور اگر انتقام لے تو اس پر رحم آتا ہے جس سے انتقام لیا جائے مطلب کہ یہ سارا معاملہ باپ کے لئے درد سر بن جاتا ہے ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا تھا، اس لئے مجبور ہو کر اور حالات کا رخ دیکھ کر خاموشی اور صبر کا راستہ اختیار کیا اور اللہ پر بھروسہ کیا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی یقینا حفاظت کریں گے واللہ اعلم بالصواب۔

یوسف کی تلاش کے اسباب ختم ہو گئے تو صبر کا راستہ اختیار کیا

جب سب بیٹے ایک طرف ہو گئے، اور حضرت یعقوب علیہ السلام اکیلے کے لئے عمر کے اس حصہ میں تلاش کرنا مشکل تھا، بیٹے سب یوسف اور والد کے درمیان جدائی کے حق میں تھے، ان کے علاوہ کون مدد کر سکتا تھا جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھا تلاش کے اسباب ختم ہو چکے ہیں تب جا کر معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور صبر کا فیصلہ کیا لیکن جب دیکھا اولاد کو اب غلطی اور میری پریشانی کا احساس ہو چکا ہے تو فرمانے لگے " جاؤ یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کو تلاش کرو۔

اللہ کا کیا ہوا وعدہ کیسے پورا ہوا

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب بھائیوں نے کنویں میں گرایا تو اسی وقت اللہ نے وعدہ کیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام انتظار میں تھے کب اللہ کا کیا ہوا وعدہ پورا ہو گا اور کیسے پورا ہو گا، مسافر کو بھی پتا نہیں تھا کیا ہونے جا رہا ہے اس لئے جب انہوں نے یوسف کی معصومیت اور حسن و جمال کو دیکھا حیران ہو کر پکارنے لگا اور خوشخبری دینے لگا، حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا پتا کہ ایک مسافر میرے نکلنے کا ذریعہ بن جائیں گے، یقیناً اللہ تعالیٰ کبھی انسان کے لئے ایسے ایسے راستے پیدا فرما دیتے ہیں جن کا انسان کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ سبحان اللہ۔

قرآن کریم میں نام کیوں ذکر نہیں کئے گئے ؟

قرآن کریم نے اس میں یوسف کو جس نے بیچا ان کا نام بھی ذکر نہیں کیا اور جس نے خریدا اس کے نام اور عہدہ کا ذکر نہیں کیا، نہ ہی اس عورت کا نام ذکر کیا جس نے گناہ کی دعوت دی اس سے آسانی کے ساتھ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن کریم کا مقصد صرف واقعات کا ذکر کرنا نہیں بلکہ اصل مقصد عبرت اور نصیحت ہے جس کا بار بار اظہار کیا گیا ہے۔

کام اور حکم کے ساتھ حکمت بیان کرنی چاہیے

ایک اور بات جو ہمارے لئے قابل اتباع جب عزیز مصر نے اپنی بیوی کو نصیحت کی تو اس کی حکمت بھی ذکر کی کیوں ہم اس کو اپنے پاس رکھیں اور عزت سے کھانا اور رہائش دیں اور اللہ تعالیٰ جب بھی حکم دیتے ہیں اس کی حکمت بیان کرتے ہیں، اس سے انسان ایک شوق کا مزاج پیدا ہوتا ہے، ہمیں کسی کام کرنے اور حکم دینے سے پہلے اس کے فوائد اور حکمتیں بیان کرنی چاہیئے تاکہ کوئی بھی عمل خشک ہونے کے بجائے حکمتوں سے بھرپور ہو۔

احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں

اس سے معلوم ہوا جو اللہ کے ساتھ جتنا مخلص ہو گا، اللہ تعالیٰ اس قدر اپنی نعمت علم اور حکمت سے نوازیں گے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم اسی طرح اپنے مخلص بندوں اسی طرح بدلہ سے نوازتے ہیں، جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو نوازا، اسے لئے کہ اللہ تعالیٰ کا سورۃ رحمن میں ارشاد ہے: احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ نہیں، خلاصہ یہ کہ اچھا بدلہ اللہ کے ہاں اچھی نیت اور اچھے عمل کے ساتھ مشروط ہے۔

علم کی طاقت کیا ہوتی ہے

علم بہت بڑی نعمت ہے، حضرت یوسف علیہ السلام جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو علم کی نعمت سے نوازا اور حضرت یوسف علیہ السلام اسی علمی ہتھیار کے ذریعہ بادشاہ اور ان کی بیوی اور بھائیوں پر غالب آئے بھائی جسمانی اعتبار سے بھاری تھے اور طاقت میں زیادہ تھے اور عارضی طور پر بھائیوں کو دھوکہ ہوا کہ ہم مقصد میں کامیاب ہو چکے ہیں، لیکن جاہل تھے، اور ان کے مقابلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام علم سے بھرپور تھے، علم کو ہتھیار بنایا، اللہ تعالیٰ نے بھی جسمانی اور مالی طاقت بجائے علمی قوت سے نوازا جس کی بنا پر مستقل طور پر ایک کامیاب کردار بن کر ثابت ہوئے، بادشاہ اور ان کی چالاک بیوی سے لے کر بھائیوں تک سب کو جھکنے اور سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا۔

گناہ کی دعوت اور حضرت یوسف علیہ السلام کا صبر

حقیقت یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر کی انتہا ہو گئی، جہاں ہر طرح کا گناہ کا ماحول موجود تھا، عورت خود گھر کی مالکہ تھی، حضرت یوسف علیہ السلام وہاں محض رہائشی تھے، دعوت گناہ کی عورت کی طرف سے تھی، جوانی کی عمر تھی، دروازے بند تھے لیکن ان تمام تر گناہ کے اسباب کے باوجود گناہ سے انکار کر دیا، یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے صبر کی تکمیل تھی، خود پر بھروسہ کے بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا، اور گناہ کے بجائے پاکدامنی اور جیل میں جانے کو ترجیح دی اس میں ہم سب کے لئے بہت بڑا سبق ہے، اگر انسان گناہ سے بچنے کا عزم کر لے تو ہر طرح کے ماحول کے باوجود خود کو گناہ سے محفوظ رکھ سکتا ہے لیکن ہر طرح کی قربانی دینی پڑے گی۔

گناہگار کی اصلاح کریں، رسوامت کریں

اس آیت میں گناہ کی دعوت دینے والی عزیز مصر کی بیوی کا نام ذکر نہیں کیا گیا تاکہ راز میں رہے، اس سے ایک مسلمان کو تعلیم دی گئی ہے کہ معاشرے میں کسی سے گناہ ہو جائے تو گناہ کو برا ضرور سمجھیں لیکن گناہ گار کا نام لے کر گناہ کا چرچا مت کریں، رسوامت کریں بلکہ اپنے مسلمان بھائی کے عیب کی پردہ داری کریں۔

گناہ کے اسباب سے کیوں روکا گیا؟

اس سے معلوم ہوا انسان کو گناہ کی دعوت دینے والے جو اسباب ہیں ان سے بھی حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے، اس لیے شریعت میں ان گناہ کے جو اسباب ان کے قریب جانے سے روکا گیا ہے، ان میں سے سب سے زیادہ تاکید کے ساتھ اجنبی عورت کی خلوت اور اختلاط سے منع فرمایا گیا ہے، یقیناً یہاں تو حضرت یوسف علیہ السلام جیسے عظیم انسان تھے، جس نے خود کو بچا لیا لیکن ہمارے ہاں معاشرے میں جو گناہ ہوتے ہم دیکھ رہے اور بے حیائی کا جو سیلاب امڈ آیا ہے اس میں کوئی شک نہیں اس کی بڑی وجہ ان گناہوں سے بدپرہیزی ہے، جو جوانوں کو کھائے جا رہی ہے۔

گناہ کا تقاضا ہو تو کیا کریں؟

جب بھی گناہ کا سامنا ہو حضرت یوسف علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیں بھی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنی چاہیے، اور ہر وقت جب بھی نماز کے بعد یا اسکے علاوہ اپنی دعاؤں میں نفس اور شیطان سے پناہ بھی ضرور مانگیں جیسا کے حضور اکرم ﷺ کی مسنون دعائیں شامل ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو پناہ میں رکھے آمین۔

گناہ سے کس سوچ کے ساتھ بچنا چاہئے

گناہ کے تقاضا کے وقت جس طرح دینی سبب مثال کے طور پر اللہ کی منع کی وجہ سے، جہنم کے ڈر کی وجہ سے یا جنت کے حصول کے لئے گناہ سے بچا جا سکتا ہے بلکل اسی طرح ادب کی بنیاد پر مثال کے طور پر شرافت، حیا، عار کی وجہ سے، کسی کی بھلائی کی وجہ سے اور امانت کی وجہ سے بھی گناہ سے بچنا چاہیے حضرت یوسف علیہ السلام نے دونوں سبب ذکر کئے ہیں۔

گناہ کے خطرات اور حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام جوان تھے اور جوانی شہوت سے بھرپور ہوتی ہے، غیر شادی شدہ تھے، اجنبی تھے اپنے وطن سے دور تھے کوئی پہچاننے والے نہیں تھے عام طور پر انسان اپنے پہنچاننے والوں سے اپنی عزت کی وجہ سے بھی گناہ کے قریب نہیں جاتا، غلام کی صورت میں تھے، عزیز مصر کی بیوی بھی منصب اور جمال سے آراستہ تھی، اور دعوت گناہ بھی عورت کی طرف سے تھی، بادشاہی محل تھا جہاں قرآنی تفصیل کے مطابق گناہ کا ماحول عورت نے تیار کر رکھا تھا بلکہ بھاگنے کے راستے بھی بند تھے لیکن قربان جائیں اللہ کے پیغمبر کی عزیمت پر جس نے اس قدر گناہ کے ماحول سے خود کو بچایا اور جیل جانے کو قبول فرمالیا، اگر انسان تھوڑی دیر کے لئے غور و فکر کرے کہ کوئی ہم جیسا عام انسان ہوتا تو کیا حال ہوتا العیاذ باللہ

کوشش کرنی چاہیے اگرچہ دروازے بند ہوں

عزیز مصر کی بیوی کی طرف سے جب گناہ کی دعوت دی گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو ورغلانے کی کوشش کی گئی تو حضرت یوسف علیہ السلام موقع پر ہی بھاگنے لگے ،حالانکہ دروازہ بند تھے پھر بھی بھاگنے لگے تاکہ فتنہ سے بچ جائے،عزیز مصر کی بیوی بھی پیچھا کرنے لگی،اور قمیص کو پکڑ لیا یہاں تک کہ قمیص پھٹ گئی،جب دروازہ تک پہنچے تو عزیز کی بیوی اپنے شوہر عزیز کو دیکھ کر الٹا حضرت یوسف علیہ السلام پر الزام لگانے لگی جیسا کہ آگے تفصیل موجود ہے اصل اس میں غور وفکر کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور فتنہ سے جگہ چھوڑ دینا اور بھاگنا حضرت یوسف علیہ السلام کی سنت اور قابل تعریف چیز ہے

سچا انسان جلد بازی سے کام نہیں لیتا

حضرت یوسف علیہ السلام فرمانے لگے کہ اس نے ہی مجھے ورغلایا ہے،سچا آدمی جلد بازی سے کام نہیں لیتا بلکہ خاموش رہتا ہے لیکن صاف گوئی کے لئے جب مجبور ہو جاتا ہے،دفاع جب ضروری ہو جاتا ہے تو پھر حقیقت ظاہر کرتا ہے بلکہ دفاع کے لئے ڈٹ جاتا ہے جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے آخر میں حقیقت کا اظہار کر دیا۔

گناہ کو چھپانا اتنا آسان نہیں

اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں جب عزیز مصر کی بیوی نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور زبردستی کی بنیاد پر الزامات کا سلسلہ شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی دیر کے اسی لمحہ اپنے شوہر اور رشتہ داروں کے سامنے،ان ہی کی زبان سے رسوا کر دیا اور عورت کے عزیزوں میں سے ایک عزیز کہنے لگے قمیص کو دیکھا جائے اگر آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت سچی ہے،قصور یوسف کا ہے لیکن اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو پھر یوسف سچے ہیں اور عورت ہی قصور وار ہے جب دیکھا گیا قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو عزیز کہنے لگے یہ تم عورتوں کی طرف سے کیے گئے مکر وفریب کے سوا کچھ نہیں،قصور تمہارا ہے اس سے معلوم ہوا انسان گناہ کو کتنا ہی چھپانے کی کوشش کرے،اللہ تعالیٰ ضرور ظاہر کریں گے۔

عورتوں کا مکر

اس سورت میں فرمایا گیا: بیشک تم عورتوں کا مکر بہت بڑا ہے اس سے اہل علم نے یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ عورتوں کا مکر شیطان کے مکر سے بھی بڑھ کر ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کا کید شیطان کے کید سے بھی بڑھ کر ہے اس لیے کہ قرآن کریم میں شیطان کے مکر کے لئے ضعیف کا لفظ استعمال ہوا ہے جبکہ عورت کے لیے عظیم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

مصیبت میں حکمت کس طرح ہوتی ہے

کبھی کبھار ظاہری طور مصیبت میں بھی اللہ تعالی کی طرف بڑی حکمت ہوتی ہے جب حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کا پھٹنا بظاہر پریشانی کا باعث تھا لیکن وہی قمیص الزام سے نجات کا ذریعہ بن گئی، تہمت ختم ہو گئی، اس لئے ہر مصیبت کو محض مصیبت نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ ہر رخ سے دیکھنا چاہیے ہو سکتا ہے کوئی حکمت پوشیدہ ہو۔

گواہی اور دلیل کا انتظار کرنا چاہیے

ایک مؤمن کی شان یہ نہیں کہ فیصلہ میں جلدی بازی کرے بلکہ گواہی اور دلیل کا انتظار کرنا چاہیے، ہر ایک کو ٹھنڈے دل و دماغ سے سننا چاہیے، بیان اور صفائی کا موقع دینا چاہیئے، ہر رخ سے مسئلہ کو دیکھنے کے بعد فیصلہ دینا چاہیے ایسا نہ ہو جس نے شروع میں جو بول دیا اسی پر اعتبار کر کے بیٹھ جائیں جس طرح یہاں شروع میں تو عزیز مصر کی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی آواز کی قوت پر ملزم قرار دے چکی تھی لیکن جب باری گواہی اور دلیل کی آئی تو پھر خاموشی چھا گئی۔

انصاف کا دامن کبھی بھی نہیں چھوڑنا چاہیے

جس گواہ نے گواہی دی وہ اصل میں عزیز مصر کی بیوی زلیخا کے رشتہ دار تھے اس کے باوجود گواہی انصاف کے ساتھ دی، قصور اور خیانت زلیخا کی طرف سے تھا، لیکن اس کے باوجود رشتہ داری اور قرابت کا لحاظ کرنے کے بجائے انصاف کی گواہی دی، اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیے کہ ہر صورت انصاف اور حقیقت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے، قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے خیانت کرنے والے کے حمایتی مت بنو۔

گناہ پر ڈھول بجانے کے بجائے توبہ کرنی چاہئے

اس واقعہ میں جیسے ہی عزیز مصر پر راز ظاہر ہوا کہ خیانت اس کی بیوی کی طرف سے تھی تو یوسف کو حکم دیا کہ اس وہ اس معاملہ میں اعراض کریں، اور اپنی زوجہ کو حکم دیا کہ تو نے غلط کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کریں، اس لئے کہ بعض معاملات کو چھپانا مناسب ہوتا ہے، بجائے ڈھول بجانے کے گناہ سے صدق دل سے توبہ کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھلا رکھا ہے تو لوگوں کو زبان درازی کا کوئی حق نہیں۔

ہر کوئی یوسف جیسا نہیں ہو سکتا

اس واقعہ سے ہمیں سبق سیکھنے کی ضرورت ہے اپنے گھر والوں، اولاد خصوصا بیٹیوں کی حفاظت کریں، اور ان کی کڑی نگرانی کریں، اجنبیوں کے اختلاط سے بچائیں اس لئے کہ ہر ایک یوسف جیسا معصوم اور پاک دامن نہیں ہو سکتا، جس دور سے ہم گذر رہے ہیں جس میں فتنوں کا تسلسل ہے، اس میں اور زیادہ ذمہ داری بنتی ہے نہیں تو پھر افسوس کے علاوہ کے ہاتھوں میں کچھ نہیں بچے گا اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور رحم کا معاملہ فرمائے آمین

گناہ سے تو جیل اچھی

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے میرے پروردگار مجھے ایسی جگہ سے جہاں مصر کی عورتوں کی طرف سے گناہ کی دعوت دی جارہی ہو قید میں رہنا زیادہ پسند ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسی جگہ جہاں گناہ کا ماحول اور عورتوں کے مکر کا ماحول ہو جیل کی کوٹھڑی میں رہنے کو ترجیح دی اس میں ہم جیسے نالائق اور کمزور لوگوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جیل تو دور کی بات ہے کم از کم گناہ کے ماحول سے دور ہو سکتے ہیں اور گھر میں رہنے کو ترجیح دی جائے تو گناہ سے بچ سکتے ہیں۔

جیل جانا ہمیشہ مجرم ہونے کی علامت نہیں ہوتا

حضرت یوسف علیہ السلام کو یقین تھا کہ اس کی طرف سے کوئی قصور نہیں، اس کے باوجود اللہ کی نافرمانی کے مقابلہ میں جیل چلے گئے اس میں ان لوگوں کے کئے جو ناحق اور بغیر کسی جرم کے جیل میں چلے جاتے ہیں حالانکہ ان کا کوئی جرم نہیں ہوتا بڑی تسلی کا سامان ہے کہ بسا اوقات دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے مجرم آزاد پھر رہے ہوتے ہیں اور مظلوم جیل کی کوٹھڑی میں پس رہے ہوتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ان حالات کا سامنا اللہ کے پیغمبر بھی کرچکے ہیں اور یہ بات بھی ہے کہ جب ایسے مظلوم لوگ آزاد ہوتے ہیں تو دنیا ان کا استقبال کرتی ہے پھر انہی کا سکہ چلتا ہے جس طرح اس قصہ میں ہوا۔

جیل یا پھر آخرت کا عذاب

حضرت یوسف علیہ السلام کے مدنظر یہ بات تھی کہ جیل کی سزا عارضی اور آخرت کی سزا کے مقابلہ میں آسان ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مقابلہ میں جیل میں جانے کو ترجیح دی، ہمارے لیے بڑا سبق ہے جو عارضی لذت اور فانی دنیا کے خاطر ایسی نافرمانیاں کرتے ہیں جو ہمیشہ کی تکلیف کا سبب بن جاتی ہیں، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے آمین

علم ہوتے ہوئے گناہ کا کرنا جہالت ہے

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے جیل جانا پسند ہے، اگر آپ میری مدد نہ فرماتے، گناہ سے دور نہ رکھتے تو میں جاہلوں میں سے ہو جاتا اس میں حضرت یوسف علیہ السلام نے معصیت یعنی نافرمانی کو جہالت فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا، اگر علم کے باوجود انسان گناہ میں مبتلا ہے تو پھر وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے، حقیقی معنی میں علم وہ ہے جو عمل کے ساتھ ساتھ ہو، بد عملی اور علم ایک ساتھ نہیں چل سکتے درحقیقت وہ علم کی شکل میں جہالت ہے۔

اپنے علم کا اظہار کرنا

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں دو قیدی اور بھی داخل ہوئے تھے، ان میں سے ایک بادشاہ کو شراب پلاتا تھا، اور دوسرا اس کا باورچی تھا اور ان دونوں پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی تھی، اس الزام میں ان پر مقدمہ چل رہا تھا، جس کی وجہ سے قید کیا گیا اس دوران انہوں نے جیل میں خواب دیکھا، ایک نے خواب میں دیکھا کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے دیکھا اپنے سر پر روٹی اٹھائی ہوئی ہے اور پرندے اس سے کھا رہے ہیں، جب ان کی حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ذرا ہمیں ہمارے خواب کی تعبیر بتاؤ، ہم تمہیں نیک سمجھتے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں اطمینان دلایا کہ میں تمہارے خواب کی تعبیر ابھی تھوڑی دیر میں بتاؤں گا، اور جو کھانا تمہیں جیل میں ملنے والا ہے اس کے آنے سے پہلے ہی بتادوں گا یہ بات حضرت یوسف علیہ السلام نے اس لئے کہی کہ تعبیر تو ویسے بھی بتانی تھی اس کو موقع کو غنیمت سمجھا کہ اس کی تعبیر بتانے سے پہلے کیوں نے ان کو توحید کی دعوت دی جائے پھر توحید کی دعوت دی پھر تعبیر بتائی کہ تم میں سے جو خواب میں شراب پلا رہا ہے وہ قید سے آزاد ہو کر بادشاہ کو دوبارہ شراب پلائے گا باقی دوسرے کو سولی دی جائے گی جس کے بعد پرندے اس کا گوشت نوچ کر کھائیں گے اس سے یہ معلوم ہوا کہ دین کی کوئی بات بتانی ہو تو اس سے پہلے مخاطب کے دل میں اعتماد پیدا کرنے کے لئے اگر کوئی شخص اپنے علم کا اظہار کرے اور اس سے اپنی بڑائی جتلانا مقصد نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے۔

جیل اور دعوت توحید

حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں بھی ان نوجوانوں کو دعوت توحید دی اپنے مقصد کو بھلایا نہیں اسی چیز کا ایک پیغمبر اور عام انسان میں فرق ہوتا ہے، پیغمبر تکلیف میں ہو یا پھر آسائش میں بہر صورت اپنا فرض پورا کرتا ہے اس سے بھی یہ سبق سیکھنا چاہیے کہ موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اور ہر وقت اپنے مقصد کے ساتھ جڑا رہنا چاہیے، کوئی موقع اور مجلس ہاتھ سے نہیں جانی چاہیے۔

علم اور حکمت لوگوں کو جھکنے پر مجبور کر دیتے ہیں

حضرت یوسف علیہ السلام نے جس قیدی کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ آزاد ہو جائے گا، واپس جا کر بادشاہ کی خدمت کرے گا اس سے فرمایا تھا کہ تم بادشاہ کے پاس جا کر میرا تذکرہ کرنا کہ ایک شخص بے گناہ جیل میں پڑا ہوا ہے، اس معاملہ میں آپ کو توجہ کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ شخص بادشاہ سے یہ بات کہنا بھول گیا جس کی وجہ کئی سال زیادہ جیل میں رہنا پڑا پھر جب بادشاہ نے خواب دیکھا تو اس کی تعبیر پوچھنے کا وقت آیا تب جا کر اس کو حضرت یوسف علیہ السلام کی کہی ہوئی بات یاد آئی جس کی تفصیل آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

تقدیر پر ایمان کے ساتھ تدبیر کی جا سکتی ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اجازت کے بغیر کوئی کام ممکن نہیں، تقدیر پر ایمان ہمارے ایمان کا حصہ ہے لیکن اس سب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا کئے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو تدبیر کرنی پڑتی ہے جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اس قیدی کو جو واپس آزاد ہو کر بادشاہ کے جا رہا تھا فرمایا کہ بادشاہ کے پاس جا کر میرا ذکر کرنا اور اس کو میرے حوالے سے یاد دلانا تاکہ آزادی کی راہ ہموار ہو سکے، اس سے معلوم ہوا جائز واسطے کے ساتھ کسی سے مدد لی جا سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ،اس طرح کرنا تقدیر کے بھی خلاف نہیں۔

بادشاہ کا خواب اور حضرت یوسفؑ کی جیل سے رہائی

جب اللہ تعالیٰ کسی سے آزمائش دور کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے کوئی راستہ پیدا فرما دیتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت یوسف علیہ السلام ابھی جیل میں ہی تھے مصر کے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا جس کی تفصیل کچھ اس طرح تھی کہ سات موٹیں گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں، اور سات خوشے ہرے بھرے ہیں اور سات اور ہیں جو سوکھے ہوئے ہیں، جب بادشاہ نے خواب دیکھا تو اپنے درباریوں سے پوچھا کی تم مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ، تو درباریوں نے کہا اس طرح کے بیکار خواب ہوتے ہیں اس کی کوئی معنی نہیں ہوتی اور کوئی معنی ہو بھی تب بھی ہم اس کے جواب اور تعبیر سے قاصر ہیں، اور وہ قیدی جو آزاد ہو کر آیا تھا اس کو حضرت یوسف علیہ السلام کی بات یاد آئی اور بادشاہ سے کہنے لگا کہ اس خواب کی تعبیر میں تمہیں بتا دیتا ہوں تم مجھے یوسف کے پاس بھیج دو جو جیل میں قیدی ہیں، پھر جب ان کی حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور بادشاہ کے خواب کی تفصیل بیان کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آئندہ سات سال تک موسم ٹھیک رہے گا جس میں لوگ خوب غلہ اگائیں گے، لیکن اس کے بعد سات سال ایسا قحط آئے گا کہ کچھ بھی نہیں اگے گا یعنی جو سات موٹی گائیں دیکھیں تھیں اس سے مراد سات سال خوشحالی کے ہیں اور سات دبلی پتلی گائیں جو دیکھیں تھیں اس کا مطلب سات سال سخت قحط کے ہیں، اس کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی یہ تدبیر بتائی کہ سات سال خوشحالی کے جو ہیں جس میں خوب غلہ اگے گا اس میں تھوڑا تھوڑا ضرورت کے مطابق استعمال کر لیا جاوے گا باقی غلہ کو اس کی بالیوں میں چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ سڑ کر خراب نہ ہو جب قحط کے سات سال آئیں گے تو اس کو استعمال کر لیا جائے اور دبلی پتلی گائیں جو دیکھی تھیں اس سے مراد قحط سالی والے سات سال ہیں جو ذخیرہ کئے ہوئے سات سالوں کو کھا رہے ہیں پھر تھوڑا سا غلہ بچے گا جو آئندہ سالوں میں بیج کے لئے استعمال ہو گا، جب حضرت یوسف علیہ السلام نے مکمل تعبیر بتا دی اور بادشاہ کے خادم نے واپس آکر تفصیل بتائی، بادشاہ تعبیر سن کر حیران ہو گیا اور کہا کہ یوسف کو میرے پاس لے کر آؤ، اپنا ایک ایلچی بھیجا کہ یوسف کو لے آئیں، جب ایلچی نے بادشاہ کا پیغام پہنچایا تو یوسف نے کہا کہ اپنے مالک یعنی بادشاہ کے پاس واپس جاؤ اور ان سے کہو کہ ان عورتوں کا کیا قصہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، پہلے اس کی الزام کی تحقیق کریں جو ان عورتوں نے میرے اوپر لگایا تھا پھر بات ہو گی پھر بادشاہ نے ان

عورتوں کو بلا کر کہا کہ تمہارا کیا قصہ ہے جب تم نے یوسف کو ورغلانے کی کوشش کی تھی تو ان سب عورتوں نے کہا ہمیں تو ان میں ذرا بھی برائی معلوم نہیں ہوئی، زلیخا نے کہا کہ میں نے ان کو ورغلانے کی کوشش کی تھی اس میں ان کا قصور نہیں تھا، یوسف تو بلکل اپنے بات میں حق پر اور سچے ہیں پھر جا کر حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کا پیغام قبول کیا اور جیل سے باہر آنے پر آمادہ ہو گئے۔

جیل سے وزیر خزانہ تک کا سفر

جب اللہ تعالیٰ کسی کے لئے آسانی فرمانا چاہتے ہیں تو اس کے لئے خود ہی اسباب پیدا فرماتے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل سے نکلنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا اس کے لئے بادشاہ مصر کو ایسا خواب دکھلایا جس کی تعبیر سے بڑے بڑے درباری عاجز آگئے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر بتائی تو بادشاہ حیران ہو گیا اور جیل سے رہا بھی ہوئے، یہاں سے حضرت یوسف علیہ السلام کا جیل سے وزیر خزانہ بننے کا سفر شروع ہوا اور ایک وہ قیدی جس کو بادشاہ کئی سال سے بھول چکا تھا لیکن جب اللہ تعالی نے چاہا تو مصر کے خزانوں کا والی بنادیا اور یہ سب علم اور حکمت کی بنیاد پر ہوا اس سے معلوم ہوا علم انسان کو فرش سے عرش تک پہنچا دیتا ہے، یا سبحان تیری قدرت۔

جوان قیادت کی ضرورت

جب بادشاہ کا ذہن صاف ہو گیا کہ یہ بندہ امانت میں خیانت کرنے والا نہیں، اس وقت بادشاہ کی عمر بھی کافی ہو چکی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ کام اور کوئی سنبھالے، وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اب وہ اس عہدہ کے قابل نہیں رہا، اب تو کوئی جوان خون چاہئے جو پورے ملک کی باگ ڈور کو سنبھالے اور ملک کو چلائے اس مقصد کے لئے کسی ایسے بندہ کی ضرورت تھی جو بد دیانت نہ ہو اور معاشی پالیسیوں کو بھی جانتا ہو، اس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت میں انتظام فرمادیا۔

حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے

اب ذرا حالات کو سوچیں حضرت یوسف علیہ السلام کو بااختیار بنانے کا اور کوئی طریقہ ممکن ہی نہیں تھا، پردیس سے آیا ہوا ایک غلام کی صورت میں مصر کے خزانوں کا والی کیسے بن سکتا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا فرمادیئے اور جب ان حالت سے گزر رہے تھے تو ذہنی طور پر ایسا لگتا تھا کہ بڑی مصیبت آگئی اور جیل میں جانا پڑ گیا لیکن یہ تو راستہ کی باتیں تھیں، منزل تو کچھ اور تھی جو خواب میں دکھادی گئی تھی، چنانچہ بادشاہ نے خزانہ پیش کر دیے، اس طرح اللہ نے ایک بچہ کو جو لاوارث تھا فرش سے اٹھا کر عرش تک پہنچادیا، یہودیوں کا جو سوال تھا کہ بنی اسرائیل شام سے آکر مصر میں کیسے آباد ہوئے اس کا جواب بھی مکمل ہو گیا۔

کیا زلیخا کا یوسف سے نکاح ہوا تھا؟

بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی زلیخا سے شادی ہو گئی تھی، یہ سب کلامی باتیں ہیں، محدثین اس سے اتفاق نہیں کرتے، محدثین فرماتے ہیں شادی نہیں ہوئی اگرچہ بعض مفسرین نے اس کو نقل کیا ہے، یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کو زیادہ اہمیت دی جائے۔

صحبت کی برکت

علم یا تعبیر پوچھنے کے لئے ہمیشہ تجربہ کار اور جس پر زیادہ یقین ہو اس سے سوال کرنا چاہئے، بادشاہ کے خادم نے جیسے ہی دیکھا تو فی الفور اجازت طلب کی کہ مجھے یوسف کے پاس بھیج دیں تو میں اس کی تعبیر بتادوں گا چونکہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کافی وقت گذار چکے تھے اور ان کے علم پر یقین بھی تھا اس لئے جلد ہی حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے اس لئے مشہور ہے علم والے اور تجربہ کار سے سوال کیا کرو۔

انتقام کے بجائے خواب کی تعبیر بتادی

حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جو بادشاہ کی طرف سے خواب کی تعبیر پوچھنے کے لئے آیا تھا وہی آدمی تھا جس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل سے آزاد ہوتے وقت کہا تھا کہ بادشاہ کو میرے حوالے سے بتانا کہ یوسف نام کے شخص ابھی تک ناحق جیل میں ہیں لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کا بادشاہ کو پیغام دینا بھول گئے تھے، یہ درحقیقت ان کی طرف سے بڑی غلطی تھی، کوئی عام انسان ہوتا اتنا جلدی معاف نہ کرتا لیکن یہی آدمی جب حضرت یوسفؑ کے پاس بادشاہ کے خواب کی تعبیر پوچھنے آیا تو اس کی غلطی پر تنبیہ کرنے یا سوال کے بجائے اس کو تعبیر بتادی اسی اخلاق کا ایک عام آدمی اور پیغمبر میں فرق ہوتا ہے۔

اہل علم کا ادب اور احترام کرنا چاہیے

جب ساقی بادشاہ کو شراب پلانے والے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مخاطب فرماتے ہوئے کہا: اے سچے یوسف یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو سچا کہہ کر مخاطب فرمایا حالانکہ خود بھی کافر اور ان کے آقا بھی کافر تھے اور بادشاہ کے خاص خادم تھے اس کے باوجود اس قدر احترام اور اچھے لقب سے پکار کر ادب کا اظہار فرمایا اس سے معلوم ہوا اہل علم کا احترام کرنا چاہیے اور ان کو ادب کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے مخاطب کرنا چاہیے۔

ضرورت کے وقت ذخیرہ اندوزی کی گنجائش ہے

حضرت یوسف علیہ السلام نے نہ صرف خواب کی تعبیر بتائی بلکہ پوری تفصیل کے ساتھ اس کا متبادل بھی پیش کیا اور حفاظتی اقدامات بھی بتائے، اس سے معلوم ہوا کہ جب بھی کسی سے کوئی مشورہ لیا جائے یا کوئی اہم بات پوچھی جائے تو تفصیل سے جواب دیا جائے اور متبادل بھی بتایا جائے، اسی طرح ضرورت کے وقت، جائز شرائط کے ساتھ ذخیرہ اندوزی کی بھی گنجائش ہے۔

صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے

حضرت یوسف علیہ السلام نے جس وقت ان سے تعبیر پوچھی گئی، اپنی جیل سے رہائی کے لئے کوئی شرط نہیں رکھی بلکہ اچھے طریقے اور خیر خواہی کے ساتھ تفصیل بتاکر رہنمائی کی بلکہ جب بادشاہ ان کو آزاد کرنے لگا تو پہلی شرط یہ رکھی کہ پہلے ان عورتوں کی تہمت سے آزاد کیا جائے جو انہوں نے لگائی تھی پھر جیل سے باہر آنے پر راضی ہو جاؤں گا، اس میں دیکھا جائے حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑے صبر کا مظاہرہ کیا اور جب تک تمام معاملات ٹھیک نہیں ہوئے اور تہمت سے آزاد نہیں ہوئے تب تک قید میں رہنا پسند کیا پھر اللہ کی خوب مدد آئی، اس لئے کہا جاتا ہے صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

ایسی آزادی کا کیا فائدہ؟

ایسی آزادی پر تھوک دینا چاہئے، جس آزادی کے بعد بھی انسان کے دامن پر تہمت کا داغ باقی رہے اس لئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام تو اللہ کے پیغمبر بننا جارہے تھے اور دین کے علمبر دار تھے ان کے شایان شان نہیں تھا کہ ایک پیغمبر پر جھوٹی تہمت کا کوئی داغ ہو اس سے معلوم ہوا کہ انسان کے پر کوئی الزام لگے تو اس سے صفائی کا انتظار کرنا چاہئے بلکہ اس کے لئے کوشش بھی کرے باقی اس طرح نہ رہے جو ہو گا دیکھا جائے گا اس لئے جب انسان خود ہر قسم کی تہمت اور الزام سے پاک نہیں ہو گا تب تک اس کے لئے اپنے علاقے میں اصلاح کے لئے کام کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے، ایسی آزادی کا کیا کرنا جس کے بعد بھی انسان کو شک کی نظر سے دیکھا جائے، اس کا اندازہ ایک پیغمبر کو ہو سکتا ہے ہم جیسے سیاہ کاروں کو کیا پتہ تہمت ایک پیغمبر کے لئے کتنی تکلیف دہ ہوتی ہے۔

گناہ سے بچنے میں انسان کا کوئی کمال نہیں

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرا نفس بلکل پاک صاف ہے حقیقت یہ ہے نفس تو برائی کی ہی تلقین کرتا ہے البتہ وہ شخص جس پر اللہ تعالیٰ رحم کرے تو اور بات ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی تواضع دیکھئے کہ اس موقع پر جب ان کی بے گناہی خود ان عورتوں کے اعتراف سے ثابت ہو گئی، تب بھی اس پر فخر اور

بڑائی کا اظہار کرنے کے بجائے یہ فرمارہے ہیں کہ میں جو گناہ سے محفوظ رہا اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے، لیکن اللہ تعالی نے رحم وکرم کا معاملہ کیا ہے، اس سے معلوم ہوا انسان کو کبھی بھی اپنی تقوی اور نیکی پر ناز نہیں ہوناچاہئے بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر گذار رہنا چاہئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے حکومتی عہدہ کیوں طلب کیا؟

عام حالت میں کوئی حکومتی عہدہ طلب کرنا اگرچہ جائز نہیں، لیکن جب کسی حکومتی عہدہ کے نااہل لوگوں کے حوالے ہونے کی وجہ سے مخلوق کی پریشانی کا قوی خطرہ ہو اور ناانصافی کا اندیشہ ہو تو پھر ایسی مجبوری کی حالت میں کسی نیک اور پرہیز گار آدمی کے لئے عہدہ کا طلب کرنا جائز ہے، یہاں یہی صورتحال تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو قوی اندیشہ تھا کہ قحط کا جو زمانہ آنے والا ہے اس میں لوگوں کے ساتھ ناانصافیاں ہوں گی، اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس ذمہ داری کو اپنے ہاتھ میں لیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بھی نافذ کر سکیں، حضرت یوسف علیہ السلام چونکہ اہل بھی تھے اس لئے بادشاہ نے آہستہ آہستہ سارے اختیارات ان کے حوالے کر دیے تھے اور پورے ملک میں انصاف کا نظام نافذ ہو گیا تھا، دوسری بات یہ بھی ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام خود بادشاہ کے سامنے آئے تو ان کو خواب کی ایسی تفصیلات بیان کیں جن سے وہ بہت متاثر ہوئے اور ایسی معاشی تدابیر بیان کی جس کی وجہ اعتماد میں اضافہ ہوا اور بادشاہ نے خود ہی کہدیا تھا کہ آپ کا شمار حکومت کے خاص معتبر افراد میں ہوگا بادشاہ نے پوچھا اس تدبیر کا انتظام کون کرے گا، تب جا کر حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ پیشکش کی خزانہ کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہوں۔

راشن کی تقسیم اور یوسف کے ہاتھوں بھائیوں کی امداد

جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تعبیر بتائی تھی، سات سال بعد سخت قحط پڑا، مصر اور آس پاس کے علاقے بھی لپیٹ میں آگئے، حضرت یوسف علیہ السلام کے مشورہ کے مطابق بادشاہ نے عمل کیا، غلہ ذخیرہ کر کے رکھ دیا گیا تاکہ سستے داموں لوگوں کو دیا جائے، اس پورے عرصے میں حضرت یعقوب علیہ السلام فلسطین کے علاقے کنعان ہی میں تھے، وہاں بھی قحط پڑا تھا جب ان کو اور ان کے صاحبزادوں کو پتہ چلا کہ مصر میں قحط زدہ لوگوں کو راشن دیا جارہا ہے، یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے دس باپ

شریک بھائی راشن لینے مصر آئے البتہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حقیقی بھائی بنیامین کو اپنے والد کے پاس چھوڑ کر آئے، ادھر راشن کی تقسیم کا مکمل انتظام حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا، چنانچہ ان بھائیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام کا سامنا ہوا، حضرت یوسف علیہ السلام تو بھائیوں کو پہچان گئے لیکن وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں پہچان سکے اس لئے کہ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سات سال کی عمر میں دیکھا تھا اور اب بہت عرصہ گذر چکا تھا، دوسری وجہ یہ تھی کہ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے محلات میں ہو سکتے ہیں، تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ابھی تک ان سے اپنا تعارف نہیں کروایا، جب راشن دے دیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک باپ شریک بھائی والد کی خدمت کے لئے چھوڑ کر آئے ہیں اس کے حصہ کا بھی غلہ دے دیجئے، حضرت یوسف علیہ السلام فرمانے لگے قانون کے مطابق جو حاضر نہیں اس کا راشن نہیں ملے گا البتہ اگلی دفعہ ان کو ساتھ لے آنا تو سب کا حصہ پورا پورا دیا جائے گا، اور اگر ساتھ نہ لے آئے تو تمہیں بھی تمہارا حصہ نہیں دیا جائے گا کیوں کہ اس صورت میں آپ لوگوں جھوٹ ظاہر ہو جائے گا، دھوکہ دینے والوں کو راشن نہیں دیا جائے گا، اس کے ساتھ ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک یہ بھی احسان کیا کہ جو غلہ کی انہوں نے قیمت دی تھی واپس ان کے راشن میں رکھوا دی تا کہ اس بھلائی کی وجہ سے واپس آئیں

تدبیر میں بذات خود تاثیر نہیں ہوتی

جب دوسری مرتبہ بنیامین کو ساتھ لے کر راشن کے لئے مصر نکلے تھے، اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو تاکید کی تھی کہ جب مصر میں داخل ہوں تو ایک ساتھ مت داخل ہونا بلکہ جدا جدا مختلف دروازوں سے داخل ہونا تا کہ نظر نہ لگ جائے کیوں کے سب ماشاء اللہ قد آور اور حسین و جمیل تھے، اس نصیحت اور تاکید کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ اسلام نے یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ انسان کی تدبیر میں بذات خود کوئی تاثیر نہیں، جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی حکمت اور ارادہ سے ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو تدبیر بھی بے اثر ہو جاتی ہے، اس لئے ایک مؤمن تدبیر اور احتیاط تو ضرور کرے لیکن بھروسہ تدبیر کے بجائے اللہ تعالیٰ پر کرنا چاہئے، چنانچہ امتحان کے خاطر ایسا ہی ہوا کہ یہ تدبیر بری نظر سے بچانے کی حد تک تو کام آئی لیکن ایک اور مشکل میں پھنس گئے

اولاد سے مایوس نہیں ہونا چاہیے

ایک بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کو پہلے سے حضرت یعقوب علیہ السلام سے ہی جدا کر چکے تھے، اب دوسرے بھائی بنیامین کو مصر لے جانے کی اجازت طلب کر رہے تھے تو اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام ہدایت بھی کرتے رہے، شکوی بھی کرتے رہے، ایک انسان ہونے کے ناطے یوسف کو یاد کر کے آنسو بہاتے رہے لیکن ایک بات غور کرنے کی ہے کہ اس قدر بیٹوں کی طرف سے تکالیف کے باوجود نہ اولاد کو گھر سے نکالا، نہ بات کرنا چھوڑی، نہ نصیحت کرنا چھوڑی بلکہ دل ہی دل میں غم رکھا، یہاں سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیے ہمیں اپنی اولاد کے بارے میں کبھی مایوس نہیں ہونا چاہیے، بات چیت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھنا چاہیے، پانی کا قطرہ بار بار گرتا ہے تو پتھر میں بھی سوراخ کر دیتا ہے، یہ تو اولاد ہے بار بار ان سے بات کریں گے تو ایک دن آواز دل تک پہنچ کر رہے گی۔

بڑا بننا آسان نہیں

بھائی جب حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے تھے انہوں نے یوسف کو نہیں پہنچانا لیکن یوسف ان کو پہنچان چکے تھے اور بنیامین کو روکنے کے لئے حیلہ کرنے کے بعد ان سے کہا گیا کہ بنیامین نے چوری کی ہے اس لئے اس کی سزا یہ ہے کہ روک دیا جائے گا تو ان بھائیوں نے کہا کہ ان کے دوسرے بھائی تھے وہ بھی پہلے چوری کر چکے تھے، ان کا اشارہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام خود سن رہے تھے لیکن اس کو محسوس نہیں ہونے دیا جبکہ ان کو پتا بھی نہیں تھا کہ یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہی ہیں، اس سے ہم حضرت یوسف علیہ السلام کا حوصلہ دیکھیں کہ ایک ایسا وقت بھی انسان پر آئے جس میں انسان نے گناہ بھی نہ کیا ہو اور اس کے منہ پر الزام بھی لگا دیا جائے، اور وہ حکمت کے ساتھ خاموش رہے اس سے انسان کو بہت دکھ ہوتا ہے، جب حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ بات سنی ہو گی کتنا غم ہوا ہو گا، مگر ان کا دل بہت کشادہ تھا، سب کچھ کھول کر بیان کر سکتا تھا لیکن برداشت اور تحمل کا مظاہرہ کیا، جتنی بڑی شخصیات ہوتی ہیں، تحمل اور صبر ان کی زندگی کا لازمی حصہ ہوتا ہے اس کے بغیر کوئی

بڑا نہیں بن سکتا، سب کچھ جاننے کے باوجود نہ ملامت کی اور نہ غصہ کیا، ہمیں بھی اپنے گھروں میں کئی مرتبہ ایسے معاملات پیش آتے ہیں، جس میں تحمل اور برداشت کی ضرورت ہوتی ہے، حکمت اور فائدہ اسی میں ہوتا ہے کہ کبھی کبھار برداشت کرلیا جائے۔

رونا صبر کے خلاف نہیں

جب انہوں نے آکر اپنے والد کو بتایا کہ بنیامین کو بھی روک دیا گیا ہے، تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا اب میں صبر ہی کرتا ہوں، صدمہ کو اس طرح برداشت کرنا کہ اس میں کوئی شکایت نہ ہو صبر جمیل کہا جاتا ہے، باقی آنکھوں سے آنسوؤں ٹپک پڑیں تو صبر کے خلاف نہیں، کیوں کہ رونا تو انسان کے بس میں ہی نہیں ہوتا یہ تو فطری عمل ہے۔

بھائیوں پر رحم آنا

جب بھائی تیسری مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور اپنی حالت سنائی اور کہا کہ ہم پر صدقہ اور خیرات کردیں اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں پر ترس آیا کہ یہ بھی تو میرے باپ کے بیٹے ہیں، آج اللہ نے ان کو اس جگہ پر کھڑا کیا ہے کہ یہ مجھ سے بھیک مانگ رہے ہیں، جب بھائیوں نے اپنی حالت زار بیان کی تو اس وقت یوسف نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا، بھائی یہ بات سن کر حیران رہ گئے اس لئے کہ اس سے پہلے وہ یہی سمجھتے تھے کہ یہ عزیز مصر اور بادشاہ ہیں، چنانچہ وہ ان کی زبان سے یوسف کا نام سن کر تڑپنے لگے، اور کہنے لگے کیا تم ہی یوسف ہو تب جاکر حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ بات ظاہر کی اور فرمایا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بنیامین ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص تقوی اور صبر سے کام لیتا ہے تو اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔

پوری سورت کا خلاصہ

یہاں سے ایک بات سمجھنے کی ہے کہ جو بندہ بھی اللہ کی فرمانبر داری کرتا ہے اور حالات پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس بندہ کو کبھی ضائع نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس بندے کو بہت عزت سے نوازتے ہیں، گویا حضرت یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو واضح الفاظ میں بتادیا کہ دیکھو تم نے گناہ اور ظلم کا راستہ اختیار کیا تو تمہیں اللہ تعالیٰ نے فرش پر ہی کھڑا کر دیا اور مجھے اللہ نے نیکی پر جمے رہنے کی توفیق دی، تو مجھے اللہ نے تخت پر بٹھادیا، ہر دور اور ہر زمانے میں اللہ کا یہی دستور اور طریقہ رہا کہ جو بندہ گناہ کے راستہ پر چلتا ہے اس کو فرش پر لے آتے ہیں اور جو بندہ نیکی کا راستہ ااختیار کرتا ہے اس عزت سے نوازتے ہیں، اس پوری سورت کا نچوڑ اور خلاصہ یہ ہے کہ کہ دیکھیں یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کیا کیا اور اس کا انجام کیا ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا کیا اور اس کا انجام کیا ہوا کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے

ہم وفا کر رہے ہیں، وہ جفا کر رہے ہیں

ہم کیا کر رہے ہیں، وہ کیا کر رہے ہیں

اعتراف جرم اور معافی

جب بھائیوں کے سامنے حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ بات کھول دی تو بھائی کہنے لگے کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے، ہم واقعی خطا کار تھے یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے فورا کہا: آج تم پر کوئی ملامت نہیں، یعنی آج تم پر کوئی الزام نہیں، دیکھیں ایک مؤمن کی شان ہونی چاہئے نبی کریم ﷺ کی زندگی کو دیکھیں آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا، اپنے چچا قتل کرنے والے دشمنوں کو بھی معاف کر دیا یہاں تک آپ ﷺ کی بیٹیوں کو جن لوگوں نے تکلیف پہنچائی، ان کو بھی معاف کر دیا، آج کل ہم اپنے حالات دیکھیں ایک دفعہ کسی سے ناراضگی ہو جائے عمر بھر دل میں رنجش اور نفرت کو پالتے ہیں حالانکہ یہ ایک مسلمان کی شان نہیں کہ نفرت کو ہمیشہ پالتا رہے آخر سب انسان ہیں، خطا کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔

ایک ہی چیز غم اور خوشی کا سبب بن گئی

آگے چل کر یہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھائیوں کے ساتھ اپنی قمیص بھیج دیتے ہیں اور فرماتے ہیں اس قمیص کو میرے والد کے چہرے پر ڈال دینا اس کی بینائی واپس لوٹ آئے گی اس لئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کی وجہ سے ان کی بینائی جاچکی تھی پھر ایسا ہی ہوا اس سے ایک بات ہمارے لئے سمجھنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جو چیز انسان کے غم کا سبب بنتی ہے اسی کو اللہ تعالیٰ خوشی کا سبب بنا دیتے ہیں لیکن شرط ہے کہ بندہ اللہ کی نافرمانی، ناشکری اور بے صبری میں مبتلا نہ ہو دیکھیے حضرت یعقوب علیہ السلام کو غم کیسے ملا تھا جب بھائی جھوٹے خون سے رنگین قمیص لے کر آئے لیکن یوسف واپس نہیں آیا، اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس سال تک فریاد کرتے رہے، اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھوں قمیص بھجوائی گئی جس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس لوٹ آئی، جو قمیص چالیس سال پہلے غم کا سبب بنی تھی آج وہی خوشی کا ذریعہ بن گئی

حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو

جب قافلے مصر سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص لے کر چلا تو کنعان میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہنا شروع کر دیا کہ مجھے تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے سینکڑوں میل دور سے حضرت یوسف علیہ السلام کے قمیص کی خوشبو کو محسوس کر لیا اور کہنے لگے کہ مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے، یہاں پر ایک نکتہ کی بات سمجھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں تب سب کچھ ہو جاتا ہے، اور جب نہیں چاہتے کچھ نہیں ہوتا، ذرا غور کریں جب حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں تھے، اور کنواں بھی چند میل کے فاصلہ پر تھا لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کی خوشبو نہیں آئی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اطلاع دینا نہیں چاہتے تھے اس لیے خوشبو بھی نہیں آسکی اور اب اللہ تعالیٰ حضرت یعقوب علیہ السلام کو خوشخبری دینا چاہتے تھے تو سینکڑوں میل دور سے بھی خوشبو آنے لگی یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں انسان کی عقل دیکھتی رہ جاتی ہے۔

والدین سے دعا لینی چاہئے

جب بھائی واپس آئے تو کہنے لگے اے ابا جان ہم نے جھوٹ بول کر، یوسف کو کنویں میں ڈال کر بہت بڑا گناہ کر لیا تھا اب ہمارے لئے اللہ سے معافی کی دعا کیجئے، اس سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کی دعائیں اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہیں، اس سے برکت حاصل ہوتی ہے، اس لئے کہ والدین کی اولاد سے محبت ہوتی ہے، اخلاص کی وجہ سے ان کے حق میں دعا جلد قبول ہوتی ہے، حضور اکرم ﷺ نے بھی مختلف احادیث میں اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے اولاد کے حق میں والدین کے ہاتھ اٹھنا یہ بہت بڑی سعادت ہے وہ نوجوان کتنے خوش نصیب ہیں جن کے والدین ان کے لیے دعا کرتے ہیں اس کی قدر کرنی چاہیے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا شاندار خطاب

جیسے ہی حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور سارے بھائی مصر پہونچے تو انہوں نے اپنے والدین کو اپنے پاس تخت پر جگہ دی اور پھر سب کے سب حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جسے میرے پروردگار نے سچا کر کے دکھایا اور یہ بھی فرمایا کہ میرے پروردگار نے مجھ پر بڑا احسان فرمایا کہ مجھے قید خانہ سے آزاد کیا، اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو دیہات سے یہاں لے کر آیا حالانکہ اس سے پہلے شیطان میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان رخنہ ڈال دیا تھا، حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ خطاب کیا تھا جسے قرآن نے بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

کیا کسی انسان کے لئے سجدہ تعظیمی جائز ہے

اس میں جو سجدہ کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد سجدہ عبادت نہیں بلکہ سجدہ تعظیمی مراد ہے جو کہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا، اس امت کے لئے کسی کے سامنے سجدہ تعظیمی بھی جائز نہیں، اب سجدہ تعظیمی بھی کسی انسان کے کئے جائز نہیں۔

معافی کے بعد بار بار غلطی کا ذکر مناسب نہیں

کسی کے گناہ یا غلطی کو ایک مرتبہ معاف کرلیا جائے تو پھر بار بار اس کا ذکر نہیں کرنا چاہئے، حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ سے پہلے کنویں کی مشقت بھی اٹھا چکے تھے لیکن یہاں والدین اور بھائیوں کے سامنے قید خانہ کا ذکر کیا باقی اس سے پہلے بھائیوں کی طرف سے جو حالات پیش آچکے تھے ان کو بیان نہیں کیا، اس لئے کہ اس کی پہلے ہی معافی تلافی ہو چکی تھی، معاف کر چکے تھے، اس لئے اس کا تذکرہ نہیں کیا تاکہ بھائیوں کی دل آزاری نہ ہو ایک مرتبہ دل صاف کرلیا جائے تو پھر اس کا بار بار ذکر مناسب نہیں۔

اتنا بڑا دل ایک پیغمبر کا ہی ہو سکتا ہے

اگر تھوڑا بہت بھائیوں کی بیوفائی کا ذکر کیا تو وہ بھی بھائیوں کی طرف منسوب کرنے کے بجائے شیطان کی طرف منسوب کر دیا، گناہ کو بوجھ شیطان پر ڈال دیا، بھائیوں کو اس سے آزاد کر دیا۔

ایمان پر خاتمہ کی دعا مانگنی چاہئے

ایمان پر انسان کا خاتمہ ہو جائے بہت بڑی نعمت ہے، اس نعمت کی انسان کو بڑی تمنا رہتی ہے کہ موت ایمان پر ہو اسی چیز کی حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی دعا مانگی اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے آمین